تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

11

www.tanzeem.org

21 تا 27 رجب المرجب 1441ھ / 17 تا 23 مارچ 2020ء


## عمر بھر کے غور وفکر کا حاصل

کسی ''تحریک'' کے لیے صرف بیعت ہی کی قسم کا نظامِ جماعت مفید ہوتا ہے' ڈھیلی ڈھالی انجمنیں سماجی' تعلیمی اور اصلاحی کاموں کے لیے کفایت کرتی ہیں' اور چار آنے کی ممبری والی جماعت صرف سیاسی مقاصد کے لیے مفید ہوتی ہے! —— البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اس سمع وطاعت فی المعروف کو ڈکٹیٹر شپ یا آٹوکریسی کے ہم معنی نہ لے لیا جائے' بلکہ اس میں ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ'' اور ''اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ'' کی روح کو بتمام وکمال ملحوظ رکھا جائے! —— خود میں نے تنظیم کی ستائیس سالہ امارت کے دور میں صرف ایک بار مجلس شوریٰ کی اکثریت کے خلاف فیصلہ کیا اور وہ بھی جبکہ اکثریت واقلیت میں کل سولہ اور چودہ آراء کا فرق تھا! —— تاہم یہ پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ ''بیعت سمع وطاعت فی المعروف'' کی اساس پر قائم جماعت اور جدید جمہوری اور دستوری جماعتوں کے مابین فرق بہت گہرا ہے' اور ان دونوں میں اشخاص وافراد کی نفسیات سے لے کر' امارت وقیادت کے نصب وعزل' اور اظہارِ اختلاف کے انداز اور ہدف کے مابین زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک تحریر ''تحریک اسلامی کا تنظیمی ڈھانچہ ---- یا چناں کن یا چنیں'' اپریل 1996ء کے ''میثاق'' میں شائع ہوئی تھی جسے دوبارہ جنوری 2003ء کے شمارے میں شائع کر دیا گیا تھا ---- اس کا بنظرِ غائر مطالعہ نہایت ضروری ہے!

قصہ مختصر یہ ہے کہ میرے دینی فکر کے اس دوسرے رخ کا وہ خلاصہ جو اس وقت بعض نہایت مخلص رفقاء کی نگاہوں میں مدھم پڑ گیا ہے —— تاہم یہ میرے عمر بھر کے غور وفکر کا حاصل بھی ہے اور میں اٹھارہ سال کی عمر سے لے کر اب ستر اکہتر سال کی عمر تک نصف صدی سے زیادہ اس پر عمل پیرا بھی رہا ہوں —— اور جو تنظیم میرے حوالے سے قائم ہوگی وہ اسی اساس پر قائم ہوگی —— اور ان شاء اللہ اسی پر قائم رہے گی! —— گویا بقول اقبال ؎

یہی کچھ ہے ساقی متاعِ فقیر     اسی سے فقیری میں ہوں میں امیر
مرے قافلے میں لٹا دے اسے     لٹا دے' ٹھکانے لگا دے اسے!

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

## اس شمارے میں


جہالتِ جدیدہ بمقابلہ جہالتِ قدیمہ

نورِ ایمان کی حقیقت

امریکہ طالبان معاہدہ: توقعات وخدشات

ہمارے خون کی تحریک ہی سے جاری ہے

ماہِ رجب اور واقعہ معراج النبی ﷺ

میں ربّ کی رضا پر راضی

# انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ المُؤمِنُون | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت: 14

**ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَةَ مُضۡغَةً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ۗ ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰهُ خَلۡقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ ﴿۱۴﴾**

**آیت: ۱۴** ﴿ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً﴾ ’’پھر ہم نے اس نطفہ کو علقہ کی شکل دے دی‘‘

علقہ کا ترجمہ عام طور پر ’’جما ہوا خون‘‘ ہوتا آیا ہے جو کہ غلط ہے۔ لغوی اعتبار سے عربی مادہ علق (ع ل ق) سے معلق، تعلق، متعلق، علاقہ وغیرہ الفاظ تو مشتق ہیں لیکن اس لفظ کا جمے ہوئے خون کے مفہوم و معانی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ جدید سائنسی معلومات کے مطابق fertilized ovum ابتدائی مرحلے میں رحم کی دیوار کے اندر جما ہوا (embeded) ہوتا ہے، جبکہ اگلے مرحلے میں وہ اس سے اُبھر کر bulge out کرکے دیوار کے ساتھ جونک کی طرح لٹکنے لگ جاتا ہے۔ اور یہی دراصل ’’علقہ‘‘ ہے۔

﴿فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً﴾ ’’پھر علقہ کو ہم نے گوشت کا لوتھڑا بنا دیا‘‘

پھر اگلے مرحلے میں یہ ’’علقہ‘‘ گوشت کے ایک نیم چبائے ہوئے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جسے ’’مضغة‘‘ کہتے ہیں۔

﴿فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ﴾ ’’پس! ہم نے گوشت کے اس لوتھڑے کے اندر ہڈیاں پیدا کیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔‘‘

اور اس کے بعد ’’ثُمَّ‘‘ کے ساتھ چوتھے اور آخری دور کا ذکر ہے:

﴿ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ﴾ ’’پھر ہم نے اسے ایک اور ہی تخلیق پر اٹھا دیا۔‘‘

آیت کے اس حصے میں معنی کا ایک جہان آباد ہے، مگر اسے بہت کم لوگوں نے سمجھا ہے۔

ہر انسان چالیس دن تک نطفہ، پھر چالیس دن تک علقہ اور اس کے بعد چالیس دن تک مضغة، ایک سو بیس دن (چار ماہ) میں یہ تین مراحل مکمل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتے ہیں۔ وہ کولڈ سٹوریج (عالم ارواح) سے اس کی روح کو لا کر اس مادی جسم کے ساتھ ملا دیتا ہے اور یوں ایک نئی مخلوق وجود میں آ جاتی ہے۔ یعنی اب تک وہ ایک حیوانی جسم تھا، لیکن اس روح کے پھونکے جانے کے بعد وہ انسان بن گیا۔ گویا چار ماہ تک تخلیقی مراحل سے گزرتا ہوا یہ وجود بے جان تھا؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ زندگی یا جان اس میں پہلے دن سے ہی موجود تھی۔ حتیٰ کہ باپ کے نطفے کا خلیہ (spermatozoon) اور ماں کا بیضہ (ovum) بھی اپنی اپنی جگہ پر زندہ وجود ہیں اور ان دونوں کے اختلاط سے وجود میں آنے والا جفتہ (zygote) بھی۔ بہرحال ایک سو بیس دن کے بعد اس جسدِ حیوانی میں ’’روح‘‘ پھونکی جاتی ہے، جو ایک نورانی چیز ہے اور وہی اسے حیوان سے انسان بناتی ہے۔ اور اسی تبدیلی یا تخلیقی مرحلے کو آیت زیر نظر میں ’’خَلْقًا اٰخَرَ‘‘ (ایک نئی تخلیق) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾﴾ ’’پس! بڑا بابرکت ہے اللہ، تمام تخلیق کرنے والوں میں بہترین تخلیق کرنے والا۔‘‘

## فرمان نبویؐ

### انسان کی پیدائش کے مراحل

عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا فَيَقُولُ أَيۡ رَبِّ نُطۡفَةٌ أَيۡ رَبِّ عَلَقَةٌ أَيۡ رَبِّ مُضۡغَةٌ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنۡ يَقۡضِيَ خَلۡقَهَا قَالَ أَيۡ رَبِّ أَذَكَرٌ أَمۡ أُنۡثٰى أَشَقِيٌّ أَمۡ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزۡقُ فَمَا الۡأَجَلُ فَيُكۡتَبُ كَذٰلِكَ فِي بَطۡنِ أُمِّهِ))

(صحیح بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے یا رب نطفہ (قرار دیا گیا) ہے، یا رب علقہ (بستہ خون ہو گیا) یا رب مضغہ (خون کا لوتھڑا) ہو گیا جب اللہ تعالیٰ ان کی خلقت پوری کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے یا رب مرد ہو گا یا عورت، بدبخت ہو گا یا نیک بخت، چنانچہ جس قدر رزق اور زندگی ہو گی وہ اسی وقت لکھ دی جاتی ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے۔‘‘

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

# جہالتِ جدیدہ بمقابلہ جہالتِ قدیمہ

جہالت قدیم ہو یا جدید انسانی معاشرے کے لیے ہمیشہ تباہ کن ثابت ہوئی۔ جہالتِ قدیمہ کیا تھی؟ غلاموں کی منڈیاں لگتی تھیں اور انسان کی خرید وفروخت سرِ عام اور سرِ بازار ہوتی تھی۔ ہوّا کی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ حاکمِ وقت جس کی زبان قانون کا درجہ رکھتی تھی وہ اپنے کسی ناپسندیدہ شخص کو سزا دینے کا یہ طریقہ بھی اختیار کر لیتا تھا کہ اجتماعِ عام میں اُسے بھوکے شیر کے پنجرے میں ڈال دیا جاتا تھا۔ جب شیر بنی آدم کی چیر پھاڑ کرتا تو یہ مجمع قہقہے اور ٹھٹھے لگاتا۔ لیکن تب دنیا بہت بڑی تھی۔ مواصلاتی نظام انتہائی سست رو تھا۔ میڈیا نامی کوئی شے نہ تھی۔ بات سینہ بہ سینہ آگے پہنچتی لہٰذا اچھائیوں اور برائیوں کے اثرات محدود رہتے تھے۔ ایک قبیلہ سے دوسرے قبیلہ تک پہنچ بھی جاتے تب بھی علاقائی حدود نہ پھلانگ سکتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض برائیاں افراد اور نجی سطح پر ہونے کے باوجود اُسی معاشرے میں پوری طرح نفوذ نہ کر سکیں۔ مثلاً معاشی سطح پر سود تھا لیکن جب دو افراد قرض کا لین دین سود کی بنیاد پر کرتے تو وہی دو افراد یا زیادہ سے زیادہ وہی دو گھرانے متاثر ہوتے تھے۔ معاشرے اور سوسائٹی پر بحیثیت مجموعی اُس کے اثرات بہت کم اور جزوی پڑتے تھے۔ ظلم تھا، کفر تھا، شرک تھا، کذب بیانی تھی، لڑائی جھگڑے تھے، لیکن جو کچھ تھا ظاہر و باہر تھا، منافقت نہ ہونے کے برابر تھی۔ لیکن آج کا دور جسے جدید دور کہا جاتا ہے، اس میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کو یہ کرۂ ارض کم پڑ رہا ہے اور وہ انسان کے لیے چاند اور مریخ میں جگہ تلاش کر رہی ہے۔ اور اپنے معاشرہ کو بزبانِ خود مہذب معاشرہ کہا جاتا ہے۔ بڑے پُرزور اور پُرجوش انداز میں یہ الفاظ ادا کیے جاتے ہیں Our Civilized Society سیاسی اور عمرانی سطح پر جمہوریت کو اور جمہوری طرزِ حکومت کو ترقی کے زینہ کا آخری Step قرار دیا جاتا ہے۔ گویا انسانی اجتماعیت نے اس شعبہ میں چوٹی سر کر لی ہے اور منزل پالی ہے۔ لہٰذا فرمودہ مغرب یہ ہے کہ سیاسی اور عمرانی سطح پر یہ The End of History ہے۔

آیئے، ہم بھی اِس جدید دور پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں۔ قرآنِ مجید کے اِس حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے جو اُمتِ مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے دیا گیا ہے اور جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ کسی فرد یا قوم کی دشمنی تمہیں انصاف کی راہ سے نہ ہٹا دے اِس حکم کو ایک اصول تصور کرتے ہوئے ہم جدید دور کا جائزہ لیتے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی معاشرہ دورِ قدیم کا ہو یا جدید کا کلیتاً اچھائی اور خیر سے محروم نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اچھائی انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اِسے مسخ کیا جاسکتا ہے، کُچلا جاسکتا ہے، ختم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ہر معاشرے میں کسی نہ کسی درجے میں، کسی نہ کسی انداز میں موجود رہے گی، ناپید نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہم نے نہ ہی دورِ قدیمہ کی اچھائیوں کا ذکر کیا ہے نہ ہی دورِ جدیدہ کی اچھائیوں کا ذکر کریں گے، یہ جتنی

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
21 تا 27 رجب المرجب 1441ھ جلد 29
17 تا 23 مارچ 2020ء شمارہ 11
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہیں کم ہیں۔ اچھا معاشرہ وہ ہے جس میں اچھائی غالب ہو اور برا معاشرہ وہ ہے، جس میں برائی غالب ہو۔ لہٰذا قدیم اور جدید معاشرے کا ذکر اور تقابل برائیوں کی نسبت و تناسب سے ہوگا۔ جدید دور میں انسان کھلی منڈی میں خریدا اور بیچا نہیں جاتا۔ مالیاتی اداروں کے چمکتے دمکتے دفاتر میں انسانی گروہ، جماعتیں اور اقوام بِک جاتی ہیں اور خرید لی جاتی ہیں۔ یعنی فرد براہِ راست خریدا نہیں جاتا، گروہوں، جماعتوں اور اقوام کے واسطے سے فروخت ہوتا ہے۔ پھر جماعتوں اور قوموں کے سربراہ اُسے re-sale کرتے ہیں۔ منافع دو جگہ تقسیم ہونے کی وجہ سے دورِ جدید کے انسان کو دورِ قدیم کے انسان کی نسبت اپنی قیمت کم وصول ہو رہی ہے۔ کیونکہ انسانوں کے لاٹ فروخت ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُس کی مارکیٹ ویلیو کم ہوگئی ہے اور وہ پہلے کی نسبت سستے داموں فروخت ہونے پر مجبور ہے۔ سود آج کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جاہلیت جدیدہ میں سود (معاذ اللہ) ناگزیر سمجھا جاتا ہے۔ بلا سود معیشت کا تصور بھی احمقانہ ہے (نقل کفر کفر نباشد) نظروں سے اوجھل ہی سہی لیکن حقیقت یہ ہے کہ پرانے زمانے کا سود جو انفرادی طور پر لیا جاتا تھا ایک فرد یا ایک گھرانے کو تباہ و برباد کرتا تھا، آج قرض صنعت کار، سرمایہ دار اور حکومتیں لیتی ہیں۔ سود در سود قوم کے ہر فرد کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ بنک میں سٹاک رہن سرمایہ دار رکھتا ہے۔ نتیجہ میں پیدا ہونے والی مہنگائی غریب کی گردن پر لاد دی جاتی ہے۔

سماجی سطح پر جائزہ لے لیں۔ پہلے عورتیں کنیزیں بنالی جاتی تھیں۔ اندرونِ خانہ عورتوں کی بے حرمتی کی جاتی تھی۔ آج آزادیٔ نسواں کے نام پر اُنہیں بے لباس اور برہنہ کر کے شمعِ محفل بنا دیا گیا ہے۔ اُس کی عریاں تصاویر چوکوں میں آویزاں کی جاتی ہیں۔ قانونی اجازت کے ساتھ اُن کی البم ہوٹلوں کو فراہم کی جاتی ہے۔ مرد کے مساوی مقام اور شانہ بشانہ کام کرنے کا دلفریب جھانسہ دے کر اُسے معاشی حیوان بھی بنا دیا گیا ہے۔ فحاشی، بے حیائی اور عریانی کو یوں گھر گھر میں داخل کر دیا گیا ہے کہ غضِ بصر انتہائی مشکل ہوگیا ہے۔ بدترین استحصال اور ظلم آج کے دور میں سیاسی سطح پر ہو رہا ہے۔ جرمنی کے ہٹلر کو بدترین گالیوں سے نوازا گیا اُسے اور نازیوں کو نفرت کا سمبل تو بنا دیا گیا لیکن ہٹلر ہی کے نازی وزیر خارجہ گوئبلز کی سیاست کو آئیڈیل بنا لیا گیا ہے۔ گوئبلز کا ایمان اور عقیدہ تھا کہ جھوٹ اتنا زیادہ بولو، تسلسل سے اور زوردار انداز میں بولو کہ سچ اُس کے سامنے دب جائے۔ یقین کیجئے کہ جدید ترقی یافتہ نام نہاد مہذب مغربی معاشرہ نے اِس فیلڈ میں بعض معاملات میں اپنے مفادات کے حصول کے لیے گوئبلز کو بھی مات دے دی ہے۔ گوئبلز اکیلا تھا یا شاید اُس کے چند ساتھی ہوں، لیکن آج پورا مغربی میڈیا اپنی حکومتوں کے اشارے پر یہ فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔ اِس حوالہ سے ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ نائن الیون کے بعد صرف دہشت گردی کا معاملہ لے لیں، یہودیوں اور عیسائیوں نے مسلمان حکمرانوں کی مدد سے کس طرح سیاہ نہیں گہرے سیاہ کو سفید ثابت کیا اور کیسے صاف اور اُجلے دامنوں کو کیمرہ ٹرک (Trick) سے دنیا کو داغدار اور گندہ دکھایا۔ دہشت گرد اور انتہا پسند کے الفاظ کا اتنا شور و غوغا کیا گیا کہ کانوں کے پردے جواب دے گئے۔

ہم چاہتے ہیں کہ جاہلیت قدیمہ اور جدیدہ کے عنوان کے تحت مغرب کی ان دو اصطلاحات سے بھی دو دو ہاتھ کر لیے جائیں۔ بنیاد پرست (یعنی مغرب کا fundamentlist) ہمارا اپنا بیوروکریٹ اور ضرورت سے زیادہ پڑھا لکھا طبقہ یہ لفظ ناک اوپر کو چڑھا کر اور ہونٹ ٹیڑھے کر کے نفرت انگیز لہجے میں بولتا ہے، ہم اِس بارے میں اپنی مختلف رائے دیتے ہیں۔ ہماری نگاہ میں اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات نبی آخر الزماں ﷺ کی مبارک سنت اور صحابہ کرام ؓ کے افعال ہمارے لیے حجت کا درجہ رکھتے ہیں، جو اعتدال اور توازن کی معراج ہیں۔ اِس سے کم، اِس سے زیادہ اِس کے علاوہ سب انتہا پسندی ہے۔ جو ہمارے نزدیک قابل مذمت ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم انتہا پسندی کے خلاف اور بنیاد پرستی کے حق میں ہیں۔ اگر اللہ کے احکامات کی پابندی اور سنت رسولؐ کی پیروی بنیاد پرستی ہے تو ہم دل کی گہرائیوں سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہر مسلمان کو بنیاد پرست بنا۔ اے اللہ بنیاد پرستی ہمارا مقدر بنا دے۔ درحقیقت بنیاد پرستی اپنے دین کی جڑ اور بنیاد سے جڑ جانا ہے۔ رہ گئی بات دہشت گردی کی تو پہلے دہشت گردی کی تعریف تو متعین کر لیں۔ دہشت گرد کون ہوتا ہے؟ کسے کس عمل کے بعد دہشت گرد قرار دیا جائے گا۔ عملی طور پر امریکہ اور مغرب کا رویہ تو یہ ہے کہ وہ خود بمباری کرے توپوں کے گولے برسا کر ہنستی بستی انسانی آبادیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ ڈیزی کٹر بموں سے انسانی جسموں کے پرزے اُڑا دے۔ انسانوں کو پنجروں میں بند کر کے اُن سے درندوں والا سلوک کرے۔ دوسری قوموں اور ملکوں پر بلا جواز اور ناجائز غاصبانہ قبضہ کرے۔ یہ سب کچھ امن کی خاطر ہے بلکہ یہی امن ہے اور اگر متاثرہ قوم یا افراد ردِعمل میں ہتھیار اُٹھائیں، ظلم کے خلاف ڈٹ جائیں اور جوابی حملے کریں اور اپنے ملک کو آزاد کرانے کی جدوجہد کریں تو یہ دہشت گردی ہے اور ایسا کرنے والے دہشت گرد ہیں۔ ہم کسی قیمت پر یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ ہماری رائے میں یہ ریاستی دہشت گردی ہے اور انتہائی قابل نفرت اور قابل مذمت ہے۔ سیدھی سی بات ہے، بلاتفریق مذہب ونسل ہر انسان کی جان محترم ہے اور کسی کا بلاوجہ بلاجواز اور بلامقصد خون نہیں بہایا جاسکتا۔ کوئی فرد، کوئی ادارہ یا کوئی حکومت محض ملک گیری کی ہوس میں کسی اعلیٰ وارفع مقصد کے بغیر جنگ وجدل کا بازار گرم کرتی ہے تو یہ دہشت گردی ہے۔ جس قوم اور ملک پر یہ دہشت گردی مسلط کی جائے گی تو اُس کے صاحب اقتدار اور مقتدر لوگوں کا قومی اور دینی فریضہ ہے کہ وہ جوابی کارروائی کریں اور وہ حکومت یہ فیصلہ کرنے کا حق بھی رکھتی ہے کہ وہ اپنی مدد کے لیے کہاں سے اور کن افراد سے مدد حاصل کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم گروہی اور ریاستی دونوں طرح کی دہشت گردی کی مذمت کرتے ہیں۔

بہرحال ہمارا اصل موضوع جہالت قدیمہ اور جہالت جدیدہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جہالت ہر دور اور ہر طرح کی قابل مذمت اور قابل نفرت ہے، لیکن جہالت جدیدہ انسان پر ظلم وستم ڈھانے اور اُسے انفرادی اور اجتماعی طور پر تباہ و برباد کرنے میں جہالت قدیمہ سے بازی لے گئی ہے اور اِس کا انجام کسی خطے کی نہیں عالمی سطح پر تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔ امن کا قیام تو صرف کسی عادلانہ نظام کے قیام سے ہی ممکن ہے جو صرف اور صرف اسلام فراہم کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کا دیا ہوا نظام پاکستان میں نافذ کر کے دنیا پر حجت قائم کریں۔ آمین!

# نورِ ایمان کی حقیقت

## (سورۃ الحدید کی آیت: 12 کی روشنی میں)

**مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں نائب امیر تنظیم اسلامی محترم اعجاز لطیف کے 28 فروری 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص**

آج ہم ان شاء اللہ سورہ الحدید کی آیت 12 کا مطالعہ کریں گے جس میں دین کے تقاضوں کو ادا کرنے والوں کے لیے آخرت میں حسین ترین انجام کا بیان ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾﴾

''جس دن تم دیکھو گے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو کہ ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے سامنے اور ان کے داہنی طرف (ان سے کہا جائے گا) آج تمہارے لیے بشارت ہے ان جنتوں کی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، تم رہو گے اس میں ہمیشہ ہمیش۔ یقیناً یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

اِس آیت میں میدانِ حشر کے ایک خاص مرحلے کا ذکر ہے جسے عرف عام میں پل صراط سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ ایک تاریک راستہ ہے جو جہنم کے اوپر سے گزرتا ہے۔ اِس راستہ کو طے کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے پاس نور یعنی روشنی ہو۔ دین کے تقاضے ادا کرنے والوں کے پاس یہ نور ہوگا اور وہ اس کی مدد سے یہ کٹھن راستہ عبور کر کے جنت میں چلے جائیں گے۔ دین کے تقاضوں سے پہلوتہی کرنے والے اس نور سے محروم ہوں گے اور تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا کر جہنم میں جا گریں گے۔ اِس آیت میں فرمایا کہ مومن مردوں اور عورتوں کے سامنے اور دائیں طرف بھی ایک نور ہوگا۔ یہاں سامنے کے نور سے مراد ہے ایمانِ حقیقی کا نور ہے۔ سورۃ النور میں یہ حقیقت سامنے آچکی ہے:

﴿يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ﴾ (النور:35) ''اللہ ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی جس کو چاہتا ہے۔''

ایمانِ حقیقی ایک نور ہے جو نورِ فطرت اور نورِ وحی کے امتزاج سے وجود میں آتا ہے اور اِس نور کا محل اور مقام قلب ہے۔ ایمان حقیقی کا یہ نور آج دنیا کے اس دارالامتحان میں نظر نہیں آتا۔ لیکن کشف حقائق اور ظہور نتائج کے اُس جہان میں وہ اپنی پوری آن بان اور شان وشوکت کے ساتھ سب کے سامنے آجائے گا اور اہل ایمان کی امتیازی شان کو بڑھاتا اور ان کے لیے راہ جنت کو منور و روشن کرتا جائے گا۔ آج جو لوگ ایمان و یقین کی دولت سے سرفراز ہیں اور اللہ کی راہ میں اور اس کی رضا کے لیے

**مرتب: ابوابراهیم**

خرچ کرنے کی سعادت و توفیق سے بہرہ ور ہیں، اس روز ان کے اس ایمان و انفاق کی روشنی سامنے آجائے گی اور وہ ان کے آگے اور ان کے داہنے چل رہی ہوگی، اور وہ اسی روشنی میں جنت کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے جبکہ اس کے برعکس دوسرے لوگ تاریکی میں ڈوبے اور گھرے ہوں گے۔ یہ مضمون اس سے قبل سورہ تحریم کی آیت 8 میں بھی آچکا ہے:

''(اُس دن) ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے سامنے اور ان کے داہنی طرف۔ وہ کہتے ہوں گے: اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو کامل کر دے، اور تو ہمیں بخش دے، یقیناً تو ہر شے پر قادر ہے۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''کسی کا نور اتنا تیز ہوگا کہ مدینہ سے عدن تک کی مسافت کے برابر فاصلے تک پہنچ رہا ہوگا اور کسی کا نور مدینہ سے صنعاء تک اور کسی کا اس سے کم یہاں تک کہ کوئی مومن ایسا بھی ہوگا کہ جس کا نور اُس کے قدموں سے آگے نہ بڑھے گا۔''

اِسی لیے سورۂ تحریم کی اِس آیت میں ذکر کیا گیا کہ اہلِ ایمان اللہ سے اپنے نور کے اضافے کے لیے دعا کریں گے اور اُن گناہوں پر بخشش مانگیں گے جن کے اثرات نے اُن کے نور کو دھندلا کر دیا۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے اور اُسے اختیار ہے کہ اپنے فضل وکرم سے گناہوں سے درگزر فرما کر نور میں کمی کی تلافی فرما دے۔

یہاں جو فرمایا کہ اہل ایمان کے سامنے اور دائیں جانب نور ہوگا تو اس سے بائیں طرف نور ہونے کی نفی نہیں ہے۔ احادیث مبارکہ میں بائیں طرف بھی نور کے ہونے کا تذکرہ ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت نوحؑ کی امت سے لے کر آپؐ کی امت تک بہت سی اُمتیں گزری ہوں گی ان کے درمیان میں آپؐ اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ان کے چہرے روشن ہوں گے اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے۔ ان کی یہ کیفیت وضو کرنے کی وجہ سے ہوگی، میری امت کے علاوہ کسی دوسری امت کے لیے یہ نشانی نہ ہوگی۔'' (المستدرک)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے امتی قیامت کے دن بلائے جائیں گے تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں روشن اور منور ہوں گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اپنی وہ روشنی اور نورانیت بڑھا سکے اور مکمل کر

سکے تو ایسا ضرور کرے۔'' (متفق علیہ)

وضو کا اثر اس دنیا میں تو اتنا ہی ہوتا ہے کہ چہرے اور ہاتھ پاؤں کی دھلائی صفائی ہو جاتی ہے اور اہل ادراک و معرفت کو ایک خاص قسم کی روحانی نشاط و انبساط کی کیفیت بھی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن قیامت میں وضو کا ایک مبارک اثر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ وضو کرنے والے مومنین کے چہرے اور ہاتھ پاؤں وہاں روشن ہوں گے اور یہ ان کا امتیازی نشان ہوگا۔ پھر جس کا وضو جتنا کامل و مکمل ہوگا اس کی یہ نورانیت اور تابانی اسی درجہ کی ہوگی، اسی لیے حدیث کے آخر میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس سے ہو سکے وہ اپنی اس نورانیت کو مکمل کرنے کی امکانی کوشش کرتا رہے جس کی صورت یہی ہے کہ وضو ہمیشہ فکر اور اہتمام کے ساتھ مکمل کیا کرے اور آداب کی پوری نگہداشت رکھے۔

نبی اکرم ﷺ نے 14 سو سال پہلے وضو کے یہ فوائد بتائے تھے اور آج کل کرونا وائرس جب دنیا کے لیے مصیبت بن گیا ہے تو اس سے بچنے کے لیے جو ریسرچ کی گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وضو ایک ایسا واحد طریقہ ہے جو کرونا وائرس کے حملے سے انسان کو بچا سکتا ہے۔ ریسرچ میں کہا گیا ہے کہ وائرس جب تک انسان کے جسم کے اندر داخل نہ ہو جائیں وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے اور باہر موجودگی کی صورت میں انسانی جسم کے اندر داخل ہونے کے لیے فلو کا وائرس 9 گھنٹے لیتا ہے، دیگر اکثر وائرس 24 گھنٹے لیتے ہیں، جبکہ کرونا وائرس کو انسانی جسم میں داخل ہونے کے لیے 48 گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ رپورٹ کہتی ہے کہ وضو ایک ایسا طریقہ ہے جو وائرس کو انسانی جسم میں داخل نہیں ہونے دیتا کیونکہ دو نمازوں کے درمیان زیادہ سے زیادہ وقفہ بھی 9 گھنٹے سے کم ہی ہوتا ہے اور اس دوران جب وضو کے طریقے سے ناک اور منہ میں پانی ڈالا جاتا ہے اور ہاتھ، منہ اور پیر دھوئے جاتے ہیں تو وائرس (اگر موجود بھی ہو تو) انسانی جسم سے الگ ہو جاتا ہے اور اسے انسانی جسم میں داخل ہونے کا موقع ہی نہیں ملتا۔

### نور ایمانی کا انحصار ایمان کی کمی بیشی پر

یہ نور عطا ہونے کا معاملہ پل صراط پر چلنے سے کچھ پہلے پیش آئے گا، اس کی تفصیل ایک حدیث میں ہے جو حضرت ابو امامہ باہلی ؓ سے مروی ہے، ابن کثیرؒ نے اس کو بحوالہ ابن ابی حاتم ؓ نقل کیا ہے۔ اس طویل حدیث میں ایک جگہ یہ ذکر ہے کہ: ''پھر تم قبروں سے میدان حشر کی طرف منتقل کیے جاؤ گے، جس میں مختلف مراحل اور مواقف ہوں گے، ایک مرحلہ ایسا آئے گا کہ بحکم خداوندی کچھ چہرے سفید اور روشن کر دیے جاویں گے اور کچھ چہرے کالے سیاہ کر دیے جاویں گے، پھر ایک مرحلہ ایسا آوے گا کہ میدان حشر میں جمع ہونے والے سب لوگوں پر جن میں مومن و کافر سب ہوں گے، ایک شدید ظلمت اور اندھیری طاری ہو جائے گی، کسی کو کچھ نظر نہ آئے گا، اس کے بعد نور تقسیم کیا جائے گا ہر مومن کو نور عطا کیا جائے گا۔''

### اعمال صالحہ سراپا نور ہیں:

اعمال صالحہ سراسر نور کا ذریعہ بنیں گے۔ بعض اعمال کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ نور کا سبب ہونے کی خصوصی تصریح بھی احادیث شریفہ میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن نور تام یعنی پورے نور کی خوشخبری سنا دو ان لوگوں کو جو اندھیروں میں مسجدوں کی طرف چلتے ہیں۔'' (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی کی اس کے لیے وہ قیامت کے روز نور ہوگی اور اس کے ایمان کی دلیل ہوگی اور اس کی نجات (کا سامان) ہوگی۔ اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز نہ نور ہوگی، نہ (ایمان کی) دلیل ہوگی، نہ نجات کا سامان ہوگی، اور یہ شخص

**پریس ریلیز 13 مارچ 2020ء**

## مہلک وبائی امراض کے پھیلنے کی صورت میں علاقہ بندی کرنا شرعاً درست ہے

**حافظ عاکف سعید**

مہلک وبائی امراض کے پھیلنے کی صورت میں علاقہ بندی کرنا شرعاً درست ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ کرونا وائرس آج ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ اگرچہ اس سے بچاؤ کے لیے حفاظتی تدابیر اختیار کرنا ہم سب پر لازم ہے لیکن یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ آج دنیا پر ایسے عذاب و آزمائش قطار اندر قطار کیوں نازل ہو رہے ہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ آج کا انسان مادہ پرستی میں ڈوب چکا ہے۔ اِس مادہ پرستی نے انسان کو اللہ تعالیٰ سے مکمل طور پر غافل کر دیا ہے۔ لیکن عذاب و آزمائش کا کوڑا یوں بھی برستا ہے کہ مادی دنیا کی اکثریت اپنا سارا کاروبار ٹھپ کر کے اوندھے منہ پڑی ہے۔ یہ پوری نوع انسانی کے لیے عبرت کا سامان ہے۔ انتہائی ترقی یافتہ ممالک بھی اِس بیماری کے آگے بے بس نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو خاص طور پر سوچنا ہوگا کہ اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں نجات صرف اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی تعمیل ہی میں مضمر ہے۔ لوگوں کو ڈرنا چاہیے اگر اُن کی آنکھیں اِس عذاب و آزمائش سے بھی نہیں کھلتیں تو اُنہیں کسی بڑے اور بدتر عذاب و آزمائش سے بھی پالا پڑ سکتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی اِس سفارش پر کہ جنسی مجرموں کی سزائے موت برقرار رکھی جائے پر تبصرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ شریعت میں مجرموں کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے جو بھی سزا مقرر کی گئی ہے انسانوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اُن میں معمولی سا بھی ردوبدل کریں۔ اسلامی سزاؤں کا ایک مقصد مجرموں کو نشانِ عبرت بنا کر جرائم کا مکمل خاتمہ بھی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل اُن تمام قوانین کو عوام کے سامنے لائے جو غیر شرعی ہیں تاکہ حکمرانوں پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ غیر شرعی قوانین کو ختم کریں اور پاکستان میں کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہ رہے تاکہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک مثالی اسلامی فلاحی ریاست بن سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

قیامت کے روز قارون اور اس کے وزیر ہامان اور (مشہور مشرک) ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔'' (مسند احمد)

حضرت ابوسعید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے جمعہ کے دن سورۃ الکھف پڑھی اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔ (البیہقی)

حضرت عمرو بن شعیب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم سفید بال مت اکھاڑو کیونکہ وہ مسلمان کا نور ہے جو کوئی مسلمان ہونے کی حالت میں بوڑھا ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلے نیکی لکھے گا اور اس کے لیے اس کے بدلہ میں ایک گناہ معاف کرے گا اور اس کا ایک درجہ بلند کرے گا۔ (یہ نیکی اور گناہ کی معافی صرف بڑھاپے کی وجہ سے ہوگی)
(رواہ ابوداؤد)

امام احمدؒ نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص قرآن کی ایک آیت بھی تلاوت کرے گا وہ آیت اس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگی۔''

طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کے احکام بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حج و عمرہ کے احرام سے فارغ ہونے کے لیے جو سر منڈایا جاتا ہے تو اس میں جو بال زمین پر گرتا ہے وہ قیامت کے روز نور ہوگا۔''

مسند بزار میں حضرت ابن مسعود ؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ منیٰ میں جمرات کی رمی کرنا قیامت کے روز نور ہوگا۔

بزار نے بسند جید حضرت ابوہریرہ ؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد میں ایک تیر بھی پھینکے گا اس کے لیے قیامت میں نور ہوگا۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر ؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اس کے ہر بال کے مقابلے میں قیامت کے روز ایک نور ملے گا۔

طبرانی نے حضرت ابوہریرہ ؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت و تکلیف کو دور کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے پل صراط پر نور کے دو شعبے بنا دے گا جس سے ایک جہان روشن ہو جائے گا جس کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔

بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمرؓ سے اور مسلم نے حضرت جابرؓ سے اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عمر ؓ سے اور طبرانی نے ابن زیاد ؓ سے روایت کیا ہے کہ ان سب نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ میرے دل میں نور پیدا فرما دے' میری نگاہ میں بھی نور، میرے کانوں میں بھی نور، میرے دائیں بھی نور، میرے بائیں بھی نور، میرے اوپر بھی نور، میرے نیچے بھی نور، میرے آگے بھی نور، میرے پیچھے بھی نور اور میرے لیے نور ہی نور فرما دے۔''

### اہل جنت کے لیے سرور بالائے سرور کی خوشخبری

فرمایا:

﴿بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۲﴾

''(ان سے کہا جائے گا:) آج تمہارے لیے بشارت ہے ان جنتوں کی جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں' تم رہو گے اس میں ہمیشہ ہمیش۔ یقیناً یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔''

یہاں واضح فرما دیا گیا کہ اہل جنت کے سرور کو دوبالا کرنے کے لیے ان سے کہا جائے گا کہ آج خوشخبری ہو تمہیں اس عظیم الشان کامیابی اور سرفرازی کی، یعنی جو اب تمہیں جنت کی سدابہار نعمتوں کی صورت میں نصیب ہوگئی ہے اور یہ بات ان سے اللہ کے فرشتے کہیں گے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک ان کو خود ہی اس شرف سے نوازے کہ وہ وحدہٗ لاشریک بڑے ہی کرم والا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ صورتحال کی تعبیر ہو، سو اس طرح ان خوش نصیبوں کو ظاہری نور کے ساتھ باطن کا یہ سرور بھی ملے گا۔ یہ نور عظیم اور یہ سرفرازی ان کو اسی نور ایمان و یقین، اعمال صالحہ، اور خاص کر انفاق فی سبیل اللہ کے نتیجے میں نصیب ہوگی جس سے وہ دنیا میں بہرہ مند و سرفراز رہے ہوں گے۔

ایمان کے بعد انفاق فی سبیل اللہ کی سعادت ایک عظیم الشان سعادت ہے۔ اسی سے نفاق کی جڑ کٹتی ہے اور اسی سے مومن صادق کو وہ نور حکمت و معرفت نصیب ہوتا ہے جو اس دنیا کی تاریکیوں میں بھی اس کی راہنمائی کرتا ہے اور وہ آخرت کے اس حقیقی اور ابدی جہاں میں بھی اس کی رہنمائی کرے گا۔

﴿ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۱۲﴾

''یقیناً یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (الحدید:12)

اس آیت میں فرمایا کہ جب مومن مرد اور خواتین پل صراط کے کٹھن مرحلے کو طے کر رہے ہوں گے تو انہیں خوشخبری دی جائے گی کہ تمہاری محنت اور مشقت کا دور ختم ہوا۔ امتحان اور آزمائش کے مرحلے سے تم گزر آئے ہو۔ اب تمہارے لیے وہ باغات ہیں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہیں۔ ان باغات میں تم ہمیشہ ہمیش رہو گے اور یہی ہے سب سے بڑی اور عظیم کامیابی۔ مقابلہ کرنے والوں کو چاہیے کہ اِس کامیابی کے حصول کے لیے مقابلہ کریں۔ جیسا کہ سورۃ المطففین میں فرمایا:

''اس چیز کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔'' (آیت:26)

نفسیاتی اعتبار سے یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ جو شخص دین کی کسی خدمت کا بیڑا اٹھائے اُس پر یہ بات پوری طرح واضح ہونی چاہیے کہ اُس کا نصب العین سوائے آخرت کی فلاح اور اللہ کی رضا کے کوئی نہ ہو۔ کوئی اور شے اُس کی نظر میں نصب العین کا درجہ اختیار نہ کر لے۔ وہ دنیوی نتائج کی پرواہ کیے بغیر اپنے دین کے تقاضے ادا کرتا رہے اور اسی طرز عمل سے وہ کامیابی کی اصل منزل کو حاصل کر لے گا۔ حقیقت میں اصل کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے اور یہی سب سے بڑی، حقیقی اور ابدی کامیابی ہوگی، اسی بات کو اس آیت میں بیان کیا گیا۔ اللہ نصیب فرمائے، آمین!

سو جن کو اللہ نے مال بخشا ہے وہ اس کامیابی کے حصول کے لیے اللہ کی راہ میں خرچ کریں، تاکہ وہ ان کے لیے قیامت کے دن کی اس عظیم الشان روشنی کے حصول کا ذریعہ بنے، اور یہ اس فوز عظیم سے سرشار ہوسکیں۔ اللہ کے عطا کیے مال اور جان کا اصل اور حقیقی مصرف یہی ہے کہ انسان اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی رضا و خوشنودی کے لیے صرف کر کے اپنی آخرت کو بنانے، سنوارنے اور اس حقیقی کامیابی اور فوز عظیم سے سرفرازی کا ذریعہ و وسیلہ بنائے۔ اس کے سوا باقی جتنے بھی فائدے ہیں وہ سب عارضی، وقتی اور فانی ہیں اور ان کے اندر جو ضرر مخفی و مضمر ہیں وہ سب دائمی اور ابدی ہیں۔ والعیاذ باللہ

پس عقل و نقل سب کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی جان، مال، اپنے وقت اور اپنی صلاحیتوں کو اللہ کے دین کی سرفرازی کے لیے صرف کر کے آخرت کی اصل اور حقیقی کامیابی کے حصول کو زندگی کا مقصد بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

# خطاب بہ جاوید

## 41

## سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

132 تا ز نارِ حرص و غم سوزد جگر | جاں برقص اندر نیاید اے پسر

اے پسر! جب تک دنیاوی زندگی میں ترقی، آسودگی اور اعلیٰ معیار کے لائف سٹائل کی حرص و غم انسان کے دل میں رہے گی اور انسان اس کے لیے تھکا دینے والی محنت کرتا رہے گا روح کا رقص یعنی تر و تازگی و بالیدگی وجود میں نہیں آئے گی (اور مسلمان مغربی حیوانی تہذیب کے سحر میں گرفتار رہے گا)

133 ضعفِ ایمان است و دلگیری است غم | نوجوانا! نیمۂ پیر است غم!

عزیزِ من! زندگی میں غم ___ ایمان کی کمزوری (ضعفِ ایمان) ہے اور بے ضمیر ہونا ہے (جس کے نتیجے میں دلگیری یعنی دل کے امراض جنم لیتے ہیں) مسلم نوجوان! سوچو حدیث پاک میں آیا ہے مسلسل غم آدھا بڑھاپا ہے

132۔ انسان کو حقیقی انسان بنانے والی بنیادی صفات میں بندے کا مسلمان ہو کر احکامِ شریعت پر عمل درآمد کرنے کی ابتدا کرنے کے بعد عملی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا اور توکل ہے۔ انسان اپنے جسدِ خاکی کے تقاضوں یعنی جبلی تقاضوں سے ذرا اوپر اٹھ کر اعلیٰ نصب العین کی طرف بڑھے اور خود شناسی کے جذبے کے جلو میں خداشناسی کا طلب گار بن جائے تو انسان کی روح بیدار ہو جاتی ہے خودی تیز ہو جاتی ہے اور انسان مادی کائنات سے بلند ہو کر اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اگلا قدم دنیاوی وسائل کے حصول اور ان کے استعمال میں حرص اور غم سے نجات کا درجہ ہے یہ درجہ حاصل ہو جائے تو انسانی روح یا خودی بہت بلندی پر پہنچ جاتی اور انسانی جان محوِ رقص ہو جاتی ہے۔ اپنے مطلوب کو پا کر خوش ہونے والے انسان کی طرح یا اپنے دل کی دنیا کے لیے سازگار ماحول پا کر جو روحانی لذت حاصل ہوتی ہے انسان اس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ حرص اور غم سے نجات کا مطلب قرآن مجید میں یوں بیان ہوا ہے: ﴿لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿23﴾﴾

''تا کہ جو (مطلب) تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا اس پر اترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔''

گو اللہ پر بھروسا اور راضی برضائے رب۔ کہ اپنے رب کی تقسیم پر راضی ہونا اور رہنا دنیا کے حصول کے لیے لالچ نہ کرنا کہ آدمی کسی دنیا کی منفعت یا عہدہ یا اختیار یا مال کو جائز ناجائز طریقے سے حاصل کرنے والا بن جائے یا کوئی موقع دنیاوی منفعت کا ہاتھ سے نکل جائے تو انسان پریشان اور مایوس ہو جائے۔ حرص اور غم کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ اس مقام پر پہنچ جائے تو گویا انسان کی روح (خودی) اپنے مطلوب کو حاصل کر کے شاداں و فرحاں ہے۔ (1) یہ حقیقت ایمان کی پختگی کے بعد سمجھ میں آتی ہے کہ اس کائنات میں اگر عوامل تبدیلی اور فاعل کار تو بہت نظر آتے ہیں مگر ان تمام مساعی اور دوڑ دھوپ کے پیچھے اصل فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے لہٰذا انسان اپنی سی کوشش کرے مگر ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا اور ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ انسان راضی برضائے رب رہے اور ہر حال میں تسلیم و رضا کو حرزِ جان بنائے تا کہ خودی کو تسکین ملے اور سازگار ماحول میں رب کی مرضی کے مطابق کام کر سکے۔

133۔ قرآن مجید میں بار بار آیا ہے کہ ایمان اگر ایک درجے کے کمال تک پہنچ جاتا ہے تو انسان کو غم سے نجات مل جاتی ہے بلکہ مستقبل کی نادیدہ قوتوں سے بھی جان چھوٹ جاتی ہے نہ ماضی کا غم نہ مستقبل کے خدشات اور خوف۔ انسان جب بھی اپنے اندر ماضی کے احوال اور اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر غم محسوس کرنے لگے تو سمجھو کہ ___ تمہاری شخصیت کی تعمیر کج ہے اور تعمیرِ سیرت و کردار کی پہلی اینٹ ہی غلط رکھی گئی ہے ورنہ اہلِ ایمان کو غم سے نجات کا مژدہ تو قرآن مجید روزِ اوّل ہی سنا دیتا ہے۔ غم جتنا زیادہ ہو گا ایمان اتنا ہی DILUTED اور کمزور ہو گا۔ ہمارے ماحول میں ادیبوں اور شاعروں نے تو غم اور زیست کو لازم و ملزوم ٹھہرا دیا ہے۔ بقول شاعر ؎

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

گویا ایمان ___ حیاتِ انسانی کی بنیادی ضرورت ہے ایمان سے محرومی غموں کا سیلاب لے آتی ہیں ایمان نصیب ہو جائے تو غم کافور ہو جاتے ہیں انسان تسلیم و رضا کی کیفیت پا کر روحانی بالیدگی محسوس کرتا ہے اور جذبِ کلیم کا ترفع محسوس کرتا ہے نماز میں طُور پر اللہ سے ہم کلامی یا معراج کی سی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ ایمان کی کمزوری غم کے سیلاب کا سبب بنتی ہے اور مشہور محاورہ ہے کہ غموں کی کثرت بڑھاپا لاتی ہے اسی حقیقت کو حدیث میں یوں فرمایا گیا ہے کہ مسلسل غم آدھا بڑھاپا ہے۔ (2) گویا ایمان کے حصول میں آگے بڑھو۔ ایمان پاؤ ___ جوان رہو۔

(1) ﴿مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ﴾ (التغابن:11)
''کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم سے''۔
(2) ((اَلْهَمُّ نِصْفُ الْهَرَمِ)) (مسند شہاب عن معاذؓ)

## ہمیں افغان طالبان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے کہ انہوں نے صرف افغانستان کو ہی نہیں بچایا بلکہ پاکستان کو بھی بچایا ہے۔ ورنہ افغانستان کو ٹھکانہ بنانے کے بعد امریکہ کا اصل نشانہ پاکستان تھا: ایوب بیگ مرزا

## امریکہ طالبان معاہدہ میں افغان حکومت کی عدم شمولیت سے ثابت ہوگیا کہ دنیا نے افغان طالبان کو افغانستان کا اصل نمائندہ تسلیم کرلیا ہے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

# امریکہ طالبان معاہدہ: توقعات و خدشات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

**سوال:** طالبان اور امریکہ کے درمیان ہونے والا امن معاہدہ کس حد تک قابل عمل ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** کسی بھی معاہدے کے قابل عمل ہونے کا انحصار فریقین کی نیت پر ہوتا ہے۔ اگر فریقین چاہیں تو عملدرآمد ہوجاتا ہے لیکن اگر ان میں سے ایک فریق کی نیت میں بھی فتور آجائے تو وہ معاہدہ قابل عمل نہیں رہتا۔ لیکن اگر ایک فریق ازلی فتور والا ہو یعنی جس کی تاریخ ہی فتور پر مبنی ہو، اس کا آغاز ہی فساد سے ہو تو پھر ایسے معاہدوں کی کوئی گارنٹی نہیں ہوتی۔ اس معاہدے میں بھی امریکہ ایک ایسا فریق ہے جس کی بنیاد ہی فساد پر ہے لہٰذا اس کے مکروفریب کا خدشہ بہرحال موجود ہے۔ طالبان نے اس خدشہ کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر وہ مکر کرے گا تو جانا اس نے ہے ہم یہیں پر ہیں۔ اگر وہ کوئی مکروفریب کرے گا تو ہم اس کا منہ توڑ جواب دیں گے۔ امریکہ کا عملدرآمد کرنا اسی کے اپنے مفاد اور فائدے میں ہے۔ یعنی اس کی مجبوری ہے۔ اس نے یہ معاہدہ اس لیے کیا کہ اس کی معیشت بڑی بری طرح متاثر ہو رہی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یورپ ہو یا امریکہ اپنے بندے کے مرنے پر بڑا نوٹس لیتے ہیں۔ ہمارے ہاں تو زیادہ لوگ بھی مرجائیں تب بھی حکومت اور عوام میں کوئی حساسیت نہیں پائی جاتی۔ لیکن وہاں جب کوئی ڈیڈ باڈی جاتی ہے تو اس کے بہت اثرات ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے اپنے جانی نقصانات چھپائے ہیں لیکن اس کے باوجود امریکہ میں اس چیز کا بہت اثر لیا جا رہا ہے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ بش پہلے الیکشن میں بمشکل جیتا لیکن دوسرے الیکشن سے قبل جب اس نے افغانستان پر حملہ میں مرکزی کردار ادا کیا تو اس کو امریکی عوام نے ووٹوں سے لاد دیا۔ کیونکہ افغانستان پر حملے کے شروع میں وہاں کی عوام کو اپنی فتح یقینی نظر آئی تھی۔ لیکن اب ان کی ناکامی کا معاملہ ہے۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ ہم ہی نکلے ہیں اگر ہم نے کوئی گڑبڑ کی تو طالبان کا تو نقصان نہیں ہوگا بلکہ ہمارا اپنا نقصان ہوگا۔ دوسری طرف امریکہ میں الیکشن بہت قریب آچکے

**مرتب: محمد رفیق چودھری**

ہیں اور ٹرمپ اپنی الیکشن مہم میں معاہدے کو کارڈ کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے اور عوام کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اگر آپ میرا ساتھ دیں گے تو میں اپنی ساری فوج واپس لاسکتا ہوں۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** صلح حدیبیہ اور اس معاہدے میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جب دو فریق کوئی معاہدہ کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کے حوالے سے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:

﴿اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ‏ ①﴾ (الفتح)

اللہ نے حدیبیہ کے معاہدے کو فتح مبین اس لیے قرار دیا تھا کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ کی حیثیت کو تسلیم کرلیا تھا۔ صلح حدیبیہ میں بہت سی شرائط ایسی تھیں کہ محسوس ہو رہا تھا کہ مسلمان کچھ دب کر صلح کر رہے ہیں اور قریش کو برتری حاصل ہے۔ لیکن وہاں جب محمد رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ”بیت اللہ کی حرمت کے لیے میں کسی بھی حد تک جاؤں گا۔“ تاکہ اس کی حرمت برقرار رہے اور یہاں پر کوئی خونریزی نہ ہو۔ حالانکہ قریش نے حالات خراب کرنے کی بہت کوششیں کیں لیکن مسلمانوں نے اپنے پختہ ڈسپلن سے ان کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اس معاہدے میں بھی یہی ہوا کہ امریکہ نے پہلے طالبان کی حیثیت کو تسلیم کیا حالانکہ افغانستان میں حکومت طالبان کی نہیں ہے اور اس معاہدے میں افغان حکومت کو شریک ہی نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ امریکہ نے افغان طالبان کو افغانستان کا اصل نمائندہ تسلیم کرلیا ہے۔ اس معاہدے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ معاہدہ امارت اسلامیہ افغانستان اور امریکہ کے درمیان ہوا ہے۔ البتہ معاہدے پر عمل درآمد کا دارومدار نیت پر ہے۔ جس طرح صلح حدیبیہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی نیت بالکل خالص تھی اور آپ ﷺ نے جس طرح معاہدہ خلوص نیت سے کیا تھا اسی طرح اس پر عمل درآمد بھی خلوص نیت سے کیا۔ لیکن قریش کی نیت میں خرابی تھی تو انہوں نے بعد میں معاہدے کو توڑ دیا۔ امریکہ طالبان معاہدے کے موقع پر طالبان کے امیر نے پہلا فقرہ وہی لکھا جو فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے کہا تھا۔ یعنی ”تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تمام فوجوں کو شکست دی۔“

**سوال:** امریکہ نے فوجوں کے انخلاء میں 14 ماہ کا وقت کیوں لیا۔ کیا امن معاہدے کے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے بعد ٹرمپ منحرف تو نہیں ہوگا؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** اس معاہدے میں دو بڑے

فریق ہیں۔ افغان طالبان اور امریکہ۔ افغان حکومت اس معاہدے میں فریق نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ نے اس کو آن بورڈ ضرور لیا لیکن وہ اس معاہدے میں شریک نہیں تھی۔ اس وقت افغانستان میں تقریباً 14 ہزار امریکی اور اتحادی فوجی موجود ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں امریکہ کے سول اور انٹیلی جنس کے لوگ بھی موجود ہیں۔ پھر بہت سارا فوجی ساز و سامان بھی موجود ہے۔ لہٰذا بظاہر امریکہ نے یہی کہا ہے کہ ہمیں سامان سمیٹنے اور لے جانے میں وقت درکار ہے۔ معاہدے کی اصل شرط یہ ہے کہ تمام غیر ملکی فوجی افغانستان سے جائیں گے جبکہ امریکہ کی کوشش یہ تھی کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں اپنی موجودگی وہاں قائم رکھے۔ اب معاہدہ تو ہو گیا ہے لیکن اس پر کتنا عمل درآمد ہوتا ہے یہ وقت کے ساتھ ہی پتا چلے گا۔

**سوال:** جنرل حمید گل مرحوم کی یہ بات کہ ''نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ'' کہاں تک درست ثابت ہوئی؟

**ایوب بیگ مرزا:** جنرل حمید گل کی بات کافی حد تک درست ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ امریکہ اس نیت سے آیا ہے کہ افغانستان کو ٹھکانہ بنا کر پاکستان کو نشانہ بنائے۔ یہ دوسری بات ہے کہ امریکہ افغانستان کو مستقل ٹھکانہ ہی نہیں بنا سکا۔ اگر وہ بنا لیتا تو پھر ایسا ہی ہوتا۔ ہمیں تو افغان طالبان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیے اور ان کے لیے دعا کرنی چاہیے جنہوں نے صرف افغانستان کو نہیں بچایا بلکہ پاکستان کو بھی بچایا ہے۔ یقیناً طالبان نے یہ جنگ اپنے لیے لڑی ہے لیکن اس سے ہمیں بھی بہت تحفظ ملا ہے۔ اللہ کرے کہ اس معاہدے کے نتیجے میں افغان طالبان افغانستان میں اپنا مکمل کنٹرول حاصل کر لیں تو پھر وہی وقت آئے گا کہ ہمیں اپنے شمال مغرب میں اپنی فوجیں رکھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور ہم اپنی تمام توجہ مشرقی بارڈر کی طرف کر سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ انڈیا اس معاہدے پر ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے۔ کیونکہ اس نے افغانستان میں کئی ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی ہے وہ سب ڈوب جائے گی۔ امریکہ کی خواہش تھی کہ اس معاہدے میں بھارت کو بھی شامل کیا جائے لیکن پاکستان اور افغان طالبان نے اس کی مخالفت کی۔ اس معاہدے کے بعد افغانستان میں ساڑھے چار ماہ میں 8 ہزار 6 سو فوجی رہ جائے گا۔

**سوال:** صدر اشرف غنی کا طالبان قیدیوں کو نہ چھوڑنے کا بیان کیا معنی رکھتا ہے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** جب مذاکرات شروع ہو رہے تھے تو امریکہ نے کوشش کی تھی کہ افغان حکومت بھی شامل ہو لیکن طالبان نے انکار کر دیا۔ اشرف غنی صاحب کو غصہ اس بات کا ہے کہ طالبان نے ان کا بیٹھنا ہی پسند نہیں کیا۔ اب بھی جو معاہدہ ہوا ہے ٹھیک ہے وہ ٹیبل پر تو نہیں بیٹھے لیکن بیک ڈور میں امریکی نمائندے زلمے خلیل زاد اشرف غنی سے مسلسل رابطہ رکھے ہوئے تھے اور ان سے باقاعدہ مشورہ کر رہے تھے اور ان کے مشوروں کے ساتھ ہی یہ مذاکرات آگے بڑھے ہیں۔ اب اشرف غنی

> امریکہ میں الیکشن بہت قریب آ چکے ہیں اور ٹرمپ اپنی الیکشن مہم میں معاہدے کو کارڈ کے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد معاہدے کی اصل حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔

یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ان کو بتائے بغیر کوئی معاہدہ ہو گیا ہے۔ جو بھی معاہدہ ہوا ہے ان کے علم میں ہے۔ ویسے بھی امریکہ کے سامنے اشرف غنی کی کیا حیثیت ہے۔

**سوال:** افغانستان کے باقی سٹیک ہولڈرز کا ردعمل کیا ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت جلد سرنڈر کر جائیں گے بلکہ کر چکے ہیں۔ حکمت یار کو تو معافی مل جائے گی البتہ عبداللہ عبداللہ اور شمالی اتحاد کا معاملہ مختلف ہے کیونکہ یہ تو وہ ہیں جنہوں نے افغان طالبان پر ایسے ظلم توڑے ہیں کہ اُنہیں دہرانے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ انسان اتنا ظلم بھی کر سکتا ہے لہٰذا اِن کا معاملہ استثنائی ہو سکتا ہے۔ جیسے فتح مکہ کے موقع پر اعلان ہو گیا تھا کہ سب کو معافی مل سکتی ہے لیکن گستاخانِ رسول ﷺ کو معافی نہیں مل سکتی۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** زمینی حقائق کے مطابق افغانستان کے ساٹھ فیصد علاقے پر اب بھی طالبان کا کنٹرول ہے۔ پھر وہاں قبائلی معاشرہ ہے اور جن لوگوں کی کوئی حیثیت ہے انہوں نے پہلے سے طالبان تک رسائی حاصل کرنا شروع کر دی ہے۔ یعنی وہاں طالبان کی ہی رٹ قائم ہے۔ جبکہ افغان حکومت کا دائرہ کار صرف کابل تک محدود ہے۔ اب انٹرا افغان ڈائیلاگ جو ہو گا وہ ایک فارمیلٹی ہو گا جس میں ان کو آن بورڈ لیا جائے گا۔ اگر ان سٹیک ہولڈرز کی نیت ٹھیک ہو گی تو یہ ڈائیلاگ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے ورنہ پھر خانہ جنگی کا آغاز ہو گا۔

**سوال:** امریکہ طالبان معاہدے پر ایران کیوں ناراض ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو اس وقت بھی ایران نے افغان طالبان کا ساتھ نہیں دیا تھا بلکہ ایران شمالی اتحاد کے ساتھ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایران کی تائید حکمت یار کے ساتھ بھی رہی ہے۔ جب افغان طالبان نے شمالی اتحاد پر حملہ کیا تھا تو اس میں انہیں ناکامی ہوئی تھی، ان کے کافی لوگ شہید ہوئے تھے اور طالبان فورسز کو پسپا ہونا پڑا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں شمالی اتحاد کا قلعہ بڑا مضبوط ہے۔ وہاں اہل تشیع زیادہ ہیں اور ان کو ایران کی پشت پناہی حاصل ہے۔ موجودہ افغان حکومت بھی شمالی اتحاد پر مشتمل ہے جبکہ حالیہ معاہدے میں افغان طالبان کو افغانستان کی واحد نمائندہ قوت تسلیم کر لیا گیا ہے جس سے شمالی اتحاد کی حیثیت ختم ہو گئی ہے اور یہی چیز ایران کو قبول نہیں۔

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** ایران انڈیا کے ساتھ مل کر چاہ بہار کی بندرگاہ کا منصوبہ تیار کر رہا تھا جس سے افغانستان سمیت وسطی ایشیا تک تجارت ان کا خواب تھا۔ لیکن اس معاہدے کی وجہ سے چونکہ طالبان افغانستان پر کنٹرول حاصل کر لیں گے اور وہ ایران کے اس منصوبے کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن سکتے ہیں لہٰذا اس لیے بھی وہ اس معاہدے سے خوش نہیں ہے۔

**سوال:** بھارت افغان امن معاہدے کا کس حد تک مخالف ہے؟

**ایوب بیگ مرزا:** نائن الیون کے بعد انڈیا نے ایک طرف کوشش کی تھی کہ وہ امریکہ کے افغان منصوبے میں بھرپور طور پر شامل رہے لیکن دوسری طرف جب امریکہ نے انڈیا سے افغانستان میں اپنی فوج بھیجنے کا مطالبہ کیا تو انڈیا نے یہ مطالبہ مسترد کر دیا۔ البتہ مالی طور پر انڈیا نے افغانستان میں امریکی منصوبے کی بھرپور مدد کی۔

**سوال:** طالبان کی فتح میں پاکستان کا کیا کردار رہا؟

**ایوب بیگ مرزا:** نائن الیون کے بعد پاکستان کا وہاں کردار کوئی اچھا نہیں تھا کیونکہ جنرل مشرف نے امریکہ کا ساتھ دیا اور جس طرح وقت کے ساتھ مشرف بیک فٹ پر چلتا گیا اور امریکہ آگے بڑھتا چلا گیا تو اس لحاظ سے پاکستان کا کردار اچھا نہیں تھا۔ لیکن پھر پاکستان کو جلد بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ کیا ہونے والا ہے اور کیا ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی امریکی سے سوال کیا جائے کہ امریکہ کو افغانستان میں شکست کیوں ہوئی تو وہ یہ جواب دے گا کہ اس کی وجہ پاکستان ہے۔ یعنی وہ سو فیصد پاکستان پر الزام لگاتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمیں شکست ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ سو فیصد تو نہیں لیکن پاکستان نے وہ رول ادا نہیں کیا جو امریکہ چاہتا تھا۔ جوں جوں امریکہ کی نیت پاکستان کے حوالے سے واضح ہوتی چلی گئی پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ عمران خان تو اس معاملے میں شروع سے بالکل کلیئر تھا۔ اس نے پہلے دن کہہ دیا تھا کہ یہ جنگ غلط چل رہی ہے اسی لیے مشرف اس کو طالبان خان کہتا تھا۔ مشرف نے عمران خان کے بارے میں یہ بھی کہا تھا کہ وہ بغیر داڑھی کے دہشت گرد ہے۔ ظاہر ہے اب اس کی حکومت آ گئی تھی اس لیے اب امریکہ کی مدد نہیں کی جاسکتی تھی۔ حالانکہ اب امریکہ چاہتا تھا کہ کمبل سے اس کی جان چھڑا دو۔ جبکہ پہلے وہ چاہتا تھا کہ مجھے فتح دلا دو۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان نے جان چھڑانے میں ایک دفعہ پھر امریکہ کا ساتھ دیا ہے۔

**سوال:** طالبان کی کامیابی میں ہمارے لیے کیا پیغام ہے؟

**ڈاکٹر غلام مرتضیٰ:** طالبان کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی ان کے مقابلے میں نیٹو فورسز چالیس ملکوں کی افواج پر مشتمل تھیں جن کی تعداد لاکھوں میں تھی۔ اس کے ساتھ امریکہ کو اپنی ٹیکنالوجی پر بھی بڑا غرور تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ جو ہتھیار میں نے ایجاد کر لیے ہیں ان کا توڑ اب نہیں ہوگا۔ خیال یہی تھا کہ جب پہلے روس افغانستان میں آیا تھا تو امریکہ نے مدد کی تھی اور سٹینگر میزائیل دیے تھے جن کی مدد سے روس کو شکست ہوئی تھی۔ اب جب امریکہ خود یہاں آیا تھا تو اقوام متحدہ سے قرارداد پاس کروا کر اور چالیس ملکوں کی فوج لے کر آیا تھا، اس نے دنیا کی ہر ملک کی فوج کو ذلیل کیا تھا۔ پھر اس کی اپنی ملٹری مائیٹ ہے اور ایسے ایسے ہتھیار ہیں جن کا ہم نام نہیں جانتے اور وہ افغانستان میں استعمال کیے گئے ہیں۔ امریکہ کو اپنی ٹیکنالوجی پر بڑا بھروسا تھا کہ اس کے ذریعے ہم طالبان اور القاعدہ کو بہت جلد ختم کر دیں گے۔ جبکہ دوسری طرف طالبان ان کے مقابلے میں نہتے تھے، ان کے پاس عام اور پرانے ہتھیار تھے لیکن ان کے پاس ایمان تھا اور اسی کی طاقت سے وہ امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ انہوں نے کس طرح مقابلہ کیا۔ ملا عمر نے شروع میں یہی کہا تھا کہ گھڑی آپ کے پاس ہے لیکن وقت ہمارے پاس ہے۔ بہرحال طالبان نے اپنی استقامت سے اتنے بڑے دشمن کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دی یہ اللہ کی خصوصی مدد کی بدولت ممکن ہوا۔ ایک مرحلہ ایسا آیا کہ امریکہ کو ان کے ساتھ مذاکرات کرنے پڑے اور پھر طالبان نے اس سے سب سے بڑی شرط یہی منوائی ہے کہ امریکہ اپنی فوجوں کو یہاں سے نکال لے کیونکہ یہاں اس کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ جہاں تک نائن الیون کے واقعے کا تعلق ہے تو اس میں جو لوگ بھی ملوث تھے' ان کا تعلق اُسامہ بن لادن سے جڑتا ہو یا نہ جڑتا ہو لیکن وہ لوگ افغانستان سے نہیں گئے تھے۔ اس حوالے سے طالبان کا مؤقف اُصول پر مبنی تھا کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ نائن الیون کے واقعہ میں اُسامہ کا کوئی کردار ہے تو آپ ثبوت دیں' ہم کسی تیسرے ملک میں اس پر مقدمہ چلاتے ہیں۔ لیکن امریکہ اپنی طاقت کے نشے میں تھا اور غرور و تکبر کے ساتھ اس نے تمام اُصول وضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے افغانستان پر حملہ کر دیا اور آج وہ انہی درویش منش، داڑھیوں والوں کے ساتھ مذاکرات کے بعد معاہدہ کر رہا ہے۔ دوحہ میں ہونے والے ان مذاکرات کا منظر مجھے تاریخی سنت کی یاد دلا رہا ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ بیت المقدس کی چابیاں لینے کے لیے گئے تھے اور اس تاریخی سفر میں وہ ایک اونٹ پر سوار تھے اور ان کے ساتھ ایک غلام تھا۔ راستے میں باری باری کبھی امیر المومنین اونٹ پر بیٹھتے تھے اور غلام اس کی نکیل پکڑ کر آگے چلتا تھا۔ پھر غلام اونٹ پر سوار ہوتا تھا اور امیر المومنین اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے چلتے تھے۔ جب بیت المقدس کے قریب پہنچتے تو غلام اونٹ پر سوار تھا اور آپؓ نکیل پکڑے آگے آگے چل رہے تھے۔ عیسائیوں سے مذاکرات سے پہلے آپؓ کو کہا گیا کہ اُن سے مذاکرات کے لیے لباس تبدیل کر لیں تو آپؓ نے فرمایا: مجھے عزت اس لباس کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ اسلام کی بدولت ملی ہے۔

**آصف حمید:** ہم اس امن معاہدے کو ایک فتح سمجھتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ یہ معاہدہ اپنے انجام تک بخیر وخوبی پہنچے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بہت پہلے یہ کہا تھا کہ افغان طالبان کی حکومت دوبارہ قائم ہوگی۔ اس کی وجہ یہ بتائی تھی کہ انہوں نے یہ جنگ علاقے کے لیے نہیں بلکہ دین کے لیے لڑی ہے اور اس دین (نظام) کے ساتھ ان کا اخلاص بہت زیادہ تھا جس کی وجہ سے یہ بات یقینی تھی کہ وہ اپنے ایمانی جذبہ کی بدولت کامیابی حاصل کریں گے۔ کیونکہ اللہ نے قرآن میں وعدہ کیا ہے کہ اگر تم نے ایمان پر استقامت دکھائی تو تم ہی غالب رہو گے۔ دوسری وجہ انہوں نے یہ بتائی تھی کہ خراسان کا احادیث میں خاص طور پر ذکر ہے کہ جب معرکہ خیر وشر برپا ہوگا تو اس علاقے کا اس میں ایک اہم رول ہوگا اور خراسان میں افغانستان اور پاکستان کے شمالی علاقے شامل تھے۔ بقول علامہ اقبال؎

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

ہمارا احادیث پر یقین ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جو فرمایا ہے وہ یقیناً ہو کر رہے گا اور اس دنیا کے اختتام سے پہلے کل روئے ارضی پر اسلام کا بول بالا ہوگا۔ ہم دیکھ رہے کہ کشاں کشاں معاملات اسی طرف جا رہے ہیں جس کا بہت بڑا سنگ میل افغانستان کا موجودہ امن معاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا یہ ہے کہ اللہ اپنے اس دین کو سرفراز فرمائے اور ہمیں اس کا مددومعاون بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

# ہمارے خون کی تحریک ہی سے جاری ہے

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اکتوبر 2001ء تا فروری 2020ء، ایک نسل جوان ہوگئی۔ تاریخ نے پاکستان کو کتنے ہی رنگ بدلتے دیکھا۔ 1947ء میں برصغیر میں لا الٰہ الا اللہ کے نعروں کے بیچ ابھرنے والا خون رنگ پاکستان، طالع آزماؤں کے ہاتھوں چھینا جھپٹی، کھینچا تانی سے گزرتا رہا۔ مشرقی پاکستان کے سانحے سے گزرا۔ ایٹمی طاقت بننے کا معجزہ خاص اللہ کی دین تھا۔ افغانستان میں روسی حملے کے دس سال ہم پڑوسیوں کے معاون و مددگار رہے، تاہم امریکا زخمی ہاتھی کی طرح بلبلا کر 2001ء میں کیا اٹھا، ہم ایمان، حق ہمسائیگی بھلا کر بلا تامل امریکا کے اتحادی بن کھڑے ہوئے۔ برادر کشی کا فیصلہ ناقابل یقین، ناقابل برداشت فیصلہ تھا۔ گمشدہ کڑی جوڑنے کو شاید دردمندی سے لکھی یہ سطور جو 19 سال پہلے ہولناک جنگی فضاؤں میں تحریر ہوئیں، بات سمجھنے میں مدد دیں۔ اس وقت بھی یہ نقار خانے میں طوطی ہی کی آواز کے مترادف تھی۔ تاہم اتمام حجت کے طور پر جو کچھ لکھا، وقت نے اس پر مہر تصدیق ثبت کی۔ دیوانوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ فرزانوں کے زائچے غلط ہوئے۔ پروپیگنڈا مشینری کے سارے داؤ پیچ ناکام رہے۔ سپر پاور نے اپنی شکست کے اقرار نامے پر دستخط ثبت کرتے ہوئے بجھے دل سے اسے 'امن کی فتح' قرار دیا۔

وہی امن جو گولے، گولیوں، میزائلوں سے بویا گیا تھا؟

اسلامی تاریخ کے سارے کردار زندہ ہوئے۔ کفار اپنے سارے لاؤ لشکر سمیت موجود تھے۔ منافقین کا کردار، کفر کی سپاہ بن کر امریکی تربیت، ڈالروں کی وظیفہ خوری پر مبنی افغان فوج، حکومت اور پولیس نے ادا کیا۔ طالبان، ایمان، تقویٰ، جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد پر 21 ویں صدی میں 1400 سال پرانی تاریخ دہرا رہے تھے۔ بدر، احد، خندق کے سارے معرکے تازہ ہوئے۔ انسانی تاریخ کا وہ معجزہ رونما ہوا جس کے آگے الفاظ گنگ ہیں۔ 19 سالہ تاریخ اگر پوری سچائی سے رقم کر دی جائے تو ٹیکنالوجی کی برتری کا رعب دبدبہ ہوا ہو جائے۔ ان فلسفوں کو سر چھپانے کی جگہ نہ ملے۔ آج ٹرمپ کہہ رہا ہے کہ ہماری فوج نکلے گی تو طالبان پورے افغانستان پر چھا جائیں گے! بیس سال کا کل حاصل امریکا کے پلے یہ رہا! ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا! سب کچھ لٹا کے ہوش میں آئے تو کیا کیا!

انیس سال پرانی تحریر کو آج کہانی کی تکمیل کے تناظر میں پڑھ دیکھیے: ''وقتِ دعا ہے''۔ اگرچہ آج اس اعتبار سے پھر وقتِ دعا ہے کہ آنکھوں پر پڑے پردے چھٹ جائیں۔ حق کی پہچان ہو جائے۔ مسلمان ہونے کا فخر اور غیرت ایمانی جزء کردار بن جائے۔ (آمین)

یہ رنگ و نور کی بارش! یہ خوشبوؤں کا سفر
ہمارے خون کی تحریک ہی سے جاری ہے

اس وقت لکھا گیا سرکلر ''وقتِ دعا ہے'' پیش خدمت ہے۔ مقصود صرف ''گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را!'' ........... ہے۔

''وقتِ دعا ہے'' (اکتوبر 2001ء)

امریکا پر سے قیامت گزر گئی۔ ایک ہی دن میں اس کی فوجی قوت اور معاشی برتری کی علامتیں زمین بوس ہوگئیں ۔۔ انسانوں پر جو بیتی وہ یقیناً ایک بہت بڑا المیہ ہے لیکن یہ پہلا المیہ پہلی قیامت تو نہیں جو انسانیت پر بیت گئی۔ وہ قیامتیں جو بوسنیا، کوسوو، چیچنیا میں ہو گزریں۔ وہ جو ہر روز و شب فلسطین کے افق پر طلوع ہوتی ہیں اور وہ جو کشمیر کا مقدّر بن چکیں۔ کیا سب اولاد آدم یکساں گوشت پوست، احساسات و جذبات کی حامل نہیں؟ جو کچھ دیگر ممالک میں بیتا وہ ان کا اندرونی معاملہ تھا، دنیا اس میں مداخلت کیسے کرتی! تو کیا یہ امریکا کا اندرونی معاملہ نہیں؟ اس کی سرزمین پر اس کے جہازوں پر۔ سیکیورٹی کے تمام تر انتظامات کے بیچوں بیچ اگر حادثہ رونما ہو جائے تو وہ پچھلی تمام قیامتوں سے جدا حیثیت کا حامل کیوں ہو؟ اس کی ذمہ دار پوری دنیا کیوں ٹھہرائی جائے؟ حادثہ ہونے کے چند لمحات کے اندر اندر دنیا بھر کے مسلمان کوس ڈالے جائیں۔ غم و غصے کی توپوں کے سارے دہانے ایک اجڑے پچھڑے ملک اور اس میں پناہ گزین ایک غریب الدّیار شخص کی طرف کیوں موڑ دیے جائیں؟ انسانیت کشی جرم ہے تو پہلے سربوں، یہودیوں، ہندوؤں کے خلاف تو فرد جرم عائد کر کے سزا دے لو........... اس مقدمے کی باری/ تاریخ تو بہت بعد میں آئے گی۔ عراق میں دودھ اور دواؤں کے لیے بلکتے دم توڑتے بچوں کا حساب تو پہلے چکایا جانا چاہیے۔ کہ بچہ تو جانور کا بھی قابل رحم ہوتا ہے! امریکا ایسے ہر موقع پر مذمت کر کے، قرارداد پاس کر کے بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ آج ہم بھی پُرزور الفاظ میں مذمت کر دیں، قرارداد پاس کر دیں، تعزیت نامہ لکھ دیں۔ کیا یہ کافی نہیں؟

بہر طور اب ہمارے کرنے کا کام کیا ہے؟ کیا اہل مغرب کو اسلام پڑھانا یا معذرت خواہانہ رویوں کے ساتھ مٹھی چاپی کرنا؟ غیر کا ہو سامنا تو بس قلی بن جایئے ۔۔! اور پھر اس کی منافقانہ چاپلوسی کرنا۔ اور متکبرانہ تحکم کے آگے اپنی سرزمین، اپنی فضائیں، اس کے حوالے کر دینا کہ اگرچہ حادثے کی ذمہ داری کا تعین تو نہیں ہو سکا لیکن اس غیظ و غضب کو قربانی کا بکرا تو چاہیے، آؤ، اور ہماری زمین پر کھڑے ہو کر، ہماری فضاؤں سے ہمارے ہی بھائی بہنوں پر بموں، میزائلوں کی بارش کر دو، کوئی بات نہیں، وہاں تو پہلے ہی بیوائیں ہیں، یتیم ہیں، معذور ہیں، بھوک کے مارے ہیں، مال و متاع، گھر بار تو پہلے ہی لٹا بیٹھے.......... اب تو متاع ایمانی ہے جسے سنبھالے یہ دیوانے شیر پوری دنیا کو جب فاقوں سے پٹخے پیٹ سے للکارتے ہیں تو تمہارے اونچے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ ان کا مقام دنیا نہیں جنت ہے، آؤ، انہیں شہادتوں سے ہمکنار کر دو، ہم دنیا کے کیڑے ہیں، ہم اپنے کل کی خاطر ان کا آج قربان کر دیں گے، حالانکہ یہ وہ قوم ہے جس نے ہمارے اور روس کے درمیان ڈھال بن کر ہمیں اس دن کے لیے زندگی کا تحفہ دیا تھا کہ ہم اپنے محسنوں کا سودا کر سکیں۔ کیا پاکستان کی سرزمین امریکی بوٹوں تلے روندی جائے گی؟ خاکم بدہن........... کیا ہم انہیں پاک سرزمین مستعار دیں گے کہ ہمارے ہی مسلمان بھائیوں کا شکار کھیل لو، جنہوں نے وادیوں، پہاڑوں، جنگلوں میں روسی ریچھ کو پچھاڑ کر ہماری شمالی سرحدیں ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دی تھیں۔

یہ ہماری ایمانی، اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ہم بڑھ کر یہ راستہ روک دیں ......... ہماری لاشوں سے گزر کر ہمارے محسنوں تک پہنچو گے.......... اپنی ایمانی غیرت کا ثبوت دیجیے، امریکا نے آپ کو کل کیا دیا؟ روس کی بربادی میں مدد دینے کا صلہ کیا ملا؟ مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈسا نہیں جاتا، ہم تو بار بار ڈسے جا چکے، مگر اس مرتبہ اٹھیے، زبان و بیان سے اپنی رائے کا اظہار کیجیے، اللہ کے حضور جھکیے، قنوت نازلہ پڑھیے، کثرت استغفار کیجیے، اللہ سے مدد مانگیے، امریکا کو نہیں، اللہ کو راضی کرنے کا یہی وقت ہے، اس کے بعد شاید کبھی نہ ہوگا، اپنے افغان بھائیوں پر ظلم ڈھانے کی معاونت کے گناہ کا بوجھ زمین و آسمان کو اللہ کے قہر سے بھر نہ دے..........معاذ اللہ.........!!!

"اسلامی ملک پر حملے کے لیے تعاون حرام، گناہ کبیرہ اور اللہ اور رسولﷺ سے بغاوت ہے۔" (علمائے اردن کا فتویٰ)

((اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ)) (سنن ابی داؤد)

"اے اللہ! ہم ان کے خلاف تجھے ڈھال بناتے ہیں اور ان کے شرور سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔"

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۔ اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

"اے اللہ! تو ان لوگوں کی مدد فرما جو دین محمد ﷺ کی مدد کے لیے اٹھے ہیں اور ہم لوگوں کا شمار ان لوگوں میں کیجیے جو تیرے دین کے مددگار ہیں۔ اے اللہ! جو تیرے دین کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرتا ہے ان کی کوششوں کو ناکارہ بنا دے اور ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کیجیے۔"

اللہ تعالیٰ روئے زمین کے چپے چپے پر ہمارے مجاہدوں کی اور تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝﴾

"اور انہوں نے چال چلی اور اللہ نے چال چلی۔ اللہ بہترین چال چلنے والا ہے۔"

﴿وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝﴾ (یٰس)

"ہم نے ایک دیوار ان کے آگے کھڑی کر دی اور ایک دیوار ان کے پیچھے، پس ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے، سو وہ کچھ نہیں دیکھتے۔"

# امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(05 تا 11 مارچ 2020ء)

☆ جمعرات (05 مارچ) کو صبح 09:30 بجے دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو بعد نمازِ ظہر تک جاری رہا۔

☆ جمعہ (06 مارچ) کو قرآن اکیڈمی میں مرکزی شعبہ نشر و اشاعت کے ذمہ داران کی مشاورت سے پریس ریلیز جاری کی۔

☆ ہفتہ (07 مارچ) کو امیر محترم، نائب امیر کے ہمراہ صبح 07:30 بجے اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ دوپہر 12:30 بجے امیر محترم، نائب امیر، نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان اور امیر حلقہ اسلام آباد کے ہمراہ بیروٹ کے لیے روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر مقامی تنظیم بیروٹ کے رفقاء سے ملاقات کی، تعارف حاصل کیا اور سوالات کے جوابات دیے۔ بعد نمازِ عصر واپس اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے۔

☆ اتوار (08 مارچ) کو صبح 10:30 بجے پیہونٹ میں حلقہ اسلام آباد کے رفقاء کے خصوصی اجتماع میں شریک ہوئے۔ حلقہ کے ذمہ داران اور نئے شامل ہونے والے رفقاء سے تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی اور حلقہ اسلام آباد کے ارکانِ شوریٰ سے بھی ملاقات کی۔ بعد نمازِ ظہر واپس لاہور کے لیے روانہ ہوئے اور رات عشاء کی نماز کے بعد لاہور پہنچے۔

☆ منگل (10 مارچ) کو قرآن اکیڈمی میں تنظیمی امور نمٹائے اسی دوران رجوع الی القرآن کورس پارٹ ا کے طالب علم کنور مسعود اسلم سے ملاقات رہی۔ انہوں نے بیعت فارم پُر کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ اسی روز تقریباً 04:00 بجے قرآن اکیڈمی میں نائب امیر کی امیر محترم سے ملاقات رہی۔ شام 07:00 بجے مریم شادی ہال سبزہ زار میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم اقبال ٹاؤن کے رفقاء سے ملاقات کی۔ نئے شامل ہونے والے رفقاء سے تعارف حاصل کیا۔ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست رہی۔ اس پروگرام میں ناظم اعلیٰ امیر محترم کے ہمراہ تھے۔

## رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

"مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر (تیمر گرہ) ضلع دیر پائیں" میں

29 مارچ تا 04 اپریل 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

# مبتدی تربیتی کورس

اور

03 تا 05 اپریل 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

# امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0345-9535853 / 0346-0513376

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

# ماہِ رجب اور واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ رجب المرجب ہے۔ رجب اُن چار مہینوں میں سے ایک ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرمت والے مہینے قرار دیا ہے: اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہیں، جو اللہ کی کتاب (یعنی لوح محفوظ) کے مطابق اُس دن سے نافذ ہیں جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ ان (بارہ مہینوں) میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (التوبہ: 36) ان چار مہینوں کی تحدید قرآن کریم میں نہیں ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب المرجب۔ معلوم ہوا کہ حدیث نبوی کے بغیر قرآن کریم نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔ ان چار مہینوں کو اشہر حرم (حرمت والے مہینے) اس لیے کہتے ہیں کہ ان میں ہر ایسے کام جو فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور امن وسکون کی خرابی کا باعث ہو، سے منع فرمایا گیا ہے، اگرچہ لڑائی جھگڑا سال کے دیگر مہینوں میں بھی حرام ہے، مگر ان چار مہینوں میں لڑائی جھگڑا کرنے سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے۔ ان چار مہینوں کی حرمت وعظمت پہلی شریعتوں میں بھی مسلم رہی ہے حتیٰ کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی ان چار مہینوں کا احترام کیا جاتا تھا۔

رجب کا مہینہ شروع ہونے پر حضور اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتے تھے: ﴿اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ﴾ ''اے اللہ! رجب اور شعبان کے مہینوں میں ہمیں برکت عطا فرما اور ماہ رمضان تک ہمیں پہنچا۔'' (مسند احمد) لہٰذا ماہ رجب کے شروع ہونے پر ہم یہ دعا یا اس مفہوم پر مشتمل دعا مانگ سکتے ہیں۔ اس دعا سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک رمضان کی کتنی اہمیت تھی کہ ماہِ رمضان کی عبادت کو حاصل کرنے کے لیے آپ ﷺ رمضان سے دو ماہ قبل دعاؤں کا سلسلہ شروع فرمادیتے تھے۔ ماہ رجب میں کسی خاص نماز پڑھنے کا یا کسی معین دن کے روزے رکھنے کی خاص فضیلت کا کوئی ثبوت احادیث صحیحہ سے نہیں ملتا ہے۔ نماز وروزہ کے اعتبار سے یہ مہینہ دیگر مہینوں کی طرح ہی ہے۔ البتہ رمضان کے پورے ماہ کے روزے رکھنا ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہیں اور ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ ماہ رجب میں نبی اکرم ﷺ نے کوئی عمرہ ادا کیا یا نہیں؟ اس بارے میں علماء ومؤرخین کی رائے مختلف ہیں۔ البتہ دیگر مہینوں کی طرح ماہ رجب میں بھی عمرہ ادا کیا جاسکتا ہے۔ اسلاف سے بھی اس ماہ میں عمرہ ادا کرنے کے ثبوت ملتے ہیں۔ البتہ رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں عمرہ ادا کرنے کی کوئی خاص فضیلت احادیث میں موجود نہیں ہے۔

**واقعۂ معراج النبی ﷺ:** اس واقعہ کی تاریخ اور سال کے متعلق، مؤرخین اور اہل سیر کی رائے مختلف ہیں، ان میں سے ایک رائے یہ ہے کہ نبوت کے بارہویں سال 27 رجب کو 51 سال 5 مہینہ کی عمر میں نبی اکرم ﷺ کو معراج ہوئی۔ اسراء کے معنی رات کو لے جانے کے ہیں۔ مسجد الحرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد الاقصیٰ کا سفر جس کا تذکرہ سورۂ بنی اسرائیل ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا﴾ میں کیا گیا ہے، اس کو اسراء کہتے ہیں۔ اور یہاں سے جو سفر آسمانوں کی طرف ہوا اس کا نام معراج ہے، معراج عروج سے نکلا ہے جس کے معنی چڑھنے کے ہیں۔ حدیث میں ''عرج بی'' یعنی مجھ کو اوپر چڑھایا گیا کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس لیے اس سفر کا نام معراج ہوگیا۔ اس مقدس واقعہ کو اسراء اور معراج دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر سورۂ نجم کی آیات میں بھی ہے: ''پھر وہ قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں تک کہ وہ دو کمانوں کے فاصلے کے برابر قریب آگیا، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک، اس طرح اللہ کو اپنے بندے پر جو وحی نازل فرمانی تھی، وہ نازل فرمائی۔'' سورۃ النجم کی آیات 13 تا 18 میں وضاحت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے (اس موقع پر) بڑی بڑی نشانیاں ملاحظہ فرمائیں: ''اور حقیقت یہ ہے انہوں نے اس (فرشتے) کو ایک اور مرتبہ دیکھا ہے۔ اس بیر کے درخت کے پاس جس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے، اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے، اس وقت اس بیر کے درخت پر وہ چیزیں چھائی ہوئی تھیں جو بھی اس پر چھائی ہوئی تھیں۔ (نبی کی) آنکھ نہ تو چکرائی اور نہ حد سے آگے بڑھی، سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بہت کچھ دیکھا ہے۔'' احادیث متواترہ سے ثابت ہے، یعنی صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعینؒ کی ایک بڑی تعداد سے معراج کے واقعہ سے متعلق احادیث مروی ہیں۔

**انسانی تاریخ کا سب سے لمبا سفر:** قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے کہ اسراء ومعراج کا تمام سفر صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا، یعنی نبی اکرم ﷺ کا یہ سفر کوئی خواب نہیں تھا بلکہ ایک جسمانی سفر اور عینی مشاہدہ تھا۔ یہ ایک معجزہ تھا کہ مختلف مراحل سے گزر کر اتنا بڑا سفر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے رات کے صرف ایک حصہ میں مکمل کردیا۔ اللہ تعالیٰ جو اس پوری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے کیونکہ وہ تو قادر مطلق ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس کے تو ارادہ کرنے پر چیز کا وجود ہوجاتا ہے۔ معراج کا واقعہ پوری انسانی تاریخ کا ایک ایسا عظیم، مبارک اور بے نظیر معجزہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خالق کائنات نے اپنے محبوب ﷺ کو دعوت دے کر اپنا مہمان بنانے کا وہ شرف عظیم عطا فرمایا جو نہ کسی انسان کو کبھی حاصل ہوا ہے اور نہ کسی مقرب ترین فرشتے کو۔

**واقعۂ معراج کا مقصد:** واقعہ معراج کے مقاصد میں جو سب سے مختصر اور عظیم بات قرآن کریم (سورہ بنی اسرائیل) میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ہم (اللہ تعالیٰ) نے آپ ﷺ کو اپنی کچھ نشانیاں دکھلائیں۔ اس کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد اپنے حبیب محمد ﷺ کو وہ عظیم الشان مقام ومرتبہ دینا ہے جو کسی بھی بشر حتیٰ کہ کسی مقرب ترین فرشتہ کو نہیں ملا ہے اور نہ ملے گا۔ نیز اس کے مقاصد میں امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا ہے کہ نماز ایسا مہتم بالشان عمل

اور عظیم عبادت ہے کہ اس کی فرضیت کا اعلان زمین پر نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بلند واعلیٰ مقام پر معراج کی رات میں ہوا۔ نیز اس کا حکم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ تک نہیں پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرضیتِ نماز کا تحفہ بذاتِ خود اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ نماز اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو مانگنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

**واقعۂ معراج کی مختصر تفصیل:** اس واقعہ کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا، آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا گیا، پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا، پھر اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا اور پھر بجلی کی رفتار سے زیادہ تیز چلنے والی ایک سواری یعنی براق لایا گیا جو لمبا سفید رنگ کا چوپایا تھا، اس کا قد گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نظر پڑتی تھی۔ اس پر سوار کر کے حضور اکرم ﷺ کو بیت المقدس لے جایا گیا اور وہاں تمام انبیاء کرام نے حضور اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر آسمانوں کی طرف لے جایا گیا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد بیت المعمور حضور اکرم ﷺ کے سامنے کر دیا گیا جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے داخل ہوتے ہیں جو دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتے۔ پھر آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس کے پتے اتنے بڑے ہیں جیسے ہاتھی کے کان ہوں اور اس کے پھل اتنے بڑے بڑے ہیں جیسے مٹکے ہوں۔ جب سدرۃ المنتہیٰ کو اللہ کے حکم سے ڈھانکنے والی چیزوں نے ڈھانک لیا تو اس کا حال بدل گیا، اللہ کی کسی بھی مخلوق میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کر سکے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہریں نظر آئیں، دو باطنی نہریں اور دو ظاہری نہریں۔ حضور اکرم ﷺ کے دریافت کرنے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ باطنی دو نہریں جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری دو نہریں فرات اور نیل ہیں (فرات عراق اور نیل مصر میں ہے)۔

**نماز کی فرضیت:** اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کی وحی فرمائی جن کی وحی اس وقت فرمانی تھی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے پر حضور اکرم ﷺ چند مرتبہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے اور نماز کی تخفیف کی درخواست کی۔ ہر مرتبہ پانچ نمازیں معاف کر دی گئیں یہاں تک کہ صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر بھی مزید تخفیف کی بات کہی، لیکن اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ تخفیف کا سوال کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اور میں اللہ کے اس حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ندا دی گئی: ''میرے پاس بات بدلی نہیں جاتی ہے۔ یعنی میں نے اپنے فریضہ کا حکم باقی رکھا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس بنا کر دیتا ہوں۔ غرضیکہ ادا کرنے میں پانچ ہیں اور ثواب میں پچاس ہی ہیں۔''

**فرضیت نماز کے علاوہ دیگر دو انعامات:** اس موقع پر حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے انسان کا رشتہ جوڑنے کا سب سے اہم ذریعہ یعنی نماز کی فرضیت کا تحفہ ملا اور حضور اکرم ﷺ کا اپنی امت کی فکر اور اللہ کے فضل وکرم کی وجہ سے پانچ نمازوں کی ادائیگی پر پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔ (1) سورۃ البقرہ کی آخری آیت (آمَنَ الرَّسُولُ سے لے کر آخر تک) عنایت فرمائی گئی۔ (2) اس قانون کا اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کے امتیوں کے شرک کے علاوہ تمام گناہوں کی معافی ممکن ہے یعنی کبیرہ گناہوں کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں نہیں رہیں گے بلکہ توبہ سے معاف ہو جائیں گے یا عذاب بھگت کر چھٹکارا مل جائے گا، البتہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

**قریش کی تکذیب اور ان پر حجت قائم ہونا:** رات کے صرف ایک حصہ میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس جانا، انبیاء کرامؑ کی امامت میں وہاں نماز پڑھنا، پھر وہاں سے آسمانوں تک تشریف لے جانا، انبیاء کرامؑ سے ملاقات اور پھر اللہ جل شانہٗ کی دربار میں حاضری، جنت ودوزخ کو دیکھنا، مکہ مکرمہ تک واپس آنا اور واپسی پر قریش کے ایک تجارتی قافلہ سے ملاقات ہونا جو ملک شام سے واپس آرہا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے صبح کو معراج کا واقعہ بیان کیا تو قریش تعجب کرنے لگے اور جھٹلانے لگے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو سچ فرمایا ہے۔ اس پر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ کیا تم اس بات کی بھی تصدیق کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ عجیب باتوں کی تصدیق کرتا ہوں اور وہ یہ کہ آسمانوں سے آپ کے پاس خبر آتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کا لقب صدیق پڑ گیا۔ اس کے بعد جب قریش مکہ کی جانب سے حضور اکرم ﷺ سے بیت المقدس کے احوال دریافت کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو حضور اکرم ﷺ کے لیے روشن فرما دیا، اُس وقت آپ ﷺ حطیم میں تشریف فرما تھے۔ قریش مکہ سوال کرتے جا رہے تھے اور آپ ﷺ جواب دیتے جا رہے تھے۔

اے اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرما اور ہمیں دونوں جہاں کی کامیابیاں وکامرانیاں عطا فرما۔ آمین۔

## دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق پروفیسر خان محمد وفات پاگئے۔

☆ حلقہ سکھر کے امیر حلقہ محترم غلام محمد سومرو کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0349-0656650

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے ملتزم رفیق عبدالنعیم کے چھوٹے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-2621331

☆ حلقہ اسلام آباد کے ملتزم رفیق جناب طاہر حیات کے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-5874530

☆ حلقہ اسلام آباد کے معتمد جناب یوسف عزیز کے برادر نسبتی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0334-5309613

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

# میں رب کی رضا پر راضی

ام عبداللہ

اسلام کا سورج عورت کے لیے رحمت بن کر طلوع ہوا۔ جس قدر پستی اور ذلت کا شکار دورِ جاہلیت میں عورت کا مقدر تھا، اسلام نے اُسی قدر عورت کے مقام کو عزت اور احترام بخشا۔ اسلام کی تاریخ اُن مقدس امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کے ناموں سے روشن ہے جن کے ذکر پر آج کی ایک لبرل خاتون کو بھی نہ چاہتے ہوئے احترام کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ میرا کالم انہی لبرل اور so-called روشن خیال خواتین کے لیے ہے جنہیں اپنی بے حیائی کا کھلے عام مظاہرہ کرنے کے لیے میرا جسم میری مرضی جیسے غلیظ نعروں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے۔ یہ وہ چند Human Rights Activists یا لبرل سوچ رکھنے والی خواتین کا مختصر سا ٹولہ ہے جو اپنی سوچ کو پورے ملک کی خواتین کی سوچ بنا کر پیش کرنے میں جُتا ہوا ہے۔ ایسی ہی سوچ رکھنے والے لوگوں کے متعلق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾

''یاد رکھو کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔'' (النور:19)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا انسان یوں ہی پیدا ہو گیا تھا؟ نہیں۔ کیا میں اپنی مرضی سے عورت پیدا ہوگئی تھی؟ نہیں۔ تو ظاہر ہے جب مجھے پیدا کرنے والا میرا رب ہے اور اسی نے مجھے عورت پیدا کیا تھا تو وہی جانتا بھی ہے کہ بحیثیت عورت میرے کیا فرائض ہیں، میرے رب کو مجھ سے کیا مطلوب ہے، اُس ذات سے بہتر کون بتا سکتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝﴾

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حتمی فیصلہ کر دیں تو نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ گنجائش ہے نہ کسی مومن عورت کے لیے کہ ان کو اپنے معاملے میں کوئی اختیار باقی رہے۔ اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔'' (الاحزاب:36)

مرد سے برابری کا نعرہ بلند کرنے والیوں سے آج میرا یہ سوال ہے کہ کیا مسلمان عورت گھر کا سکون اور راحت چھوڑ کر چوکیدار، مالی، مزدور، کسان، ٹرک ڈرائیور، مکینک بننے کو تیار ہے؟ انہیں تو سب سے پہلے Ladies First اور ہر جگہ عورتوں کی علیحدہ سیٹوں اور لائینوں کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیے۔ ہمارے رب نے ہمیں گھر کا دائرہ عطا فرمایا ہے جہاں ہم اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرتی ہیں، ہماری حکمرانی بھی چلتی ہے اور ہمارے شوہر بھی ہم سے محبت کرتے ہیں۔ ہم تو الحمدللہ رب کی رضا پر راضی ہیں۔ اپنی انہی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے بدلے اُس نے ہم سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

ہمارے لیے حیا اور وفا کی سب سے خوبصورت امثال امہات المومنین اور صحابیات رضی اللہ عنہن کی سیرت میں ہیں۔ وہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا اپنے محبوب شوہر کے لیے غار حرا پر کھانا لے جانا اور اسلام کے آغاز میں ساتھ دینا، شعب ابی طالب میں فاقے کر کے قربانی دینا۔ وہ امی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے شوہر کے مشن میں ساتھ دینا اور فاقوں کی بھی پروا نہ کرنا۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا حیا کا پیکر ہونا اور یہ بیان کرنا کہ عورت کی سب سے بہترین خوبی یہ ہے کہ نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے اور نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے۔ ہمارے رب نے ہمارے لیے دین اسلام میں اتنی اعلیٰ سیرت و اخلاق کی پیکر خواتین کی سیرتیں عطا کی ہیں۔ لیکن آج میڈیا اور لبرل زدہ لوگوں کی سوچ نے ہمیں دین سے دور کر دیا ہے۔

حیا کا تعلق تو درحقیقت آخرت پر ایمان سے ہے۔ اگر ہمیں دنیا کے فانی ہونے اور آخرت میں اپنی ذمہ داریوں کی بازگشت کا یقین کامل نہیں تو ظاہر ہے کہ پھر ہم جو چاہیں کریں۔ اس لیے ہم مسلمان خواتین کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم بحیثیت بیٹی اپنے والدین اور ساس سسر (کیونکہ وہ بھی ہمارے والدین ہیں)، بحیثیت بیوی اپنے شوہر اور بحیثیت ماں اپنی اولاد کے حقوق ادا کر رہی ہیں۔ میرا ماننا ہے کہ اگر ہم اپنے حقوق کی کم پرواہ کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں پر زیادہ توجہ دیں گے اور انہیں بخوبی انجام دیں گے تو یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بھی اسی قدر بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں اجر میں ہمارا حق دیں گے۔

لہٰذا میری اپنی بہنوں اور خصوصاً اپنی بچیوں سے درخواست ہے کہ خدارا اس میڈیا اور کالجز یونیورسٹیز میں Brain Washing Propagandas سے اپنے ذہنوں اور اپنے آپ کو دور رکھیں۔ اور اپنے رب کے عطا کردہ ہدایت نامہ یعنی قرآن کا فہم حاصل کریں اور اُن پاکباز، اعلیٰ صفات کی حامل نیک خواتین کی سیرت کا مطالعہ کیجیے جن کو اللہ نے اس جہاں کی تمام عورتوں کی تربیت کے لیے چنا اور فضیلت عطا کی۔ شاید! اسی طرح ہم کسی قدر اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو دجال کے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بنا سکیں۔

## ضرورت رشتہ

☆ حلقہ حیدر آباد کے شہر لطیف آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے (رفیق تنظیم) عمر 29 سال، گورنمنٹ ملازم، کے لیے دینی تعلیم سے آراستہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0305-5461199

☆ بیٹی، عمر 22 سال، خوش شکل، باپردہ، تعلیم ایف اے کے لیے لاہور سے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-9944775

# TANZEEM-E-ISLAMI

**PRESS RELEASE: 01 March 2020**

## "The assault of the West on the Social System of Islam is, in fact, an attack on our Faith."

## (Hafiz Aakif Saeed)

**Lahore (PR):** A seminar of great significance entitled **"The Assault of the West on the Family Structure of Islam"** was held on 01 March 2020 under the auspices of Tanzeem-e-Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore, in which a large number of renowned religious scholars, members of the civil society and journalists were present, along with a massive gathering of general public.

The seminar was chaired by the Ameer of Tanzeem-e-Islami, **Hafiz Aakif Saeed**. In his keynote address, he asserted that the assault of the West on the Social System of Islam is, in fact, a blatant attack on our faith. The Messenger of Allah *(SAAW)* is reported to have said that modesty is an indispensable element of faith. This clearly implies that modesty and faith are like hand in glove; if modesty is desecrated, so is the faith. It is also manifestly evident that the Muslims can battle the evil forces of unbelievers and falsehood only with their 'power' of faith and belief. He said that the example set by the Afghan Taliban is proof for us all to behold. This was an unprecedented war in human history, in which the imbalance of power of such epic proportions was witnessed that almost the entire world equipped with the latest technology and weaponry formed a coalition to invade the ill-equipped Afghan Taliban and after 19 years of perpetual war, the coalition forces were forced to their knees and had to sign a peace agreement with the Afghan Taliban. This was made possible only due to the 'power of faith' of the Afghan Taliban. He concluded by stating that we, too, ought to repel every kind of onslaught of the West by striving to enforce Islam in our personal lives, our homes and the society at large.

While addressing the seminar, the renowned journalist and scholar, **Orya Maqbool Jan**, noted that the West has shoved women into the worst form of slavery and ignominy by using the false narrative of 'Freedom of Women'. He said that the most intoxicating tool used to destroy our social norms and values is the modern Western system of education. We would not be able to prevent our society from decadence and our family structure from disintegrating, until we make our education system compliant and rooted in the Deen of Allah *(SWT)*, i.e., Islam.

While addressing the seminar, the Markazi leader of Tanzeem-e-Islami and the renowned scholar and powerful orator, **Shuja Uddin Sheikh**, remarked that the Islamic System is completely in sync with the requisites and rudiments of nature and all its dispositions. The West has had been violating these requisites and rudiments of nature and all its dispositions, leading to catastrophe, and is thus finding it essential, today, to rebuild the family structure and the 'household' in order to save its social system from total annihilation. He lamented that while we fervently compare the decadent social system of the West with the ideal social system of Islam, yet we make little or no effort to strive and practically implement the Just System of Islam in our lives and all sectors of corporate life.

While addressing the seminar, the spokesperson of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, said that no other religion or system has given the kind of sheer and magnanimous rights to women, as Islam. The degree (of eminence) of the 'mother', according to Islam, is thrice that of the degree (of eminence) of the 'father'. The West, on the contrary, has committed the worst kind of oppression and injustice with

women by 'tossing them out' of their homes. He said that the West is assaulting our family structure in order to save its own capitalist system, because it knows that if the collective strength of Muslims is impaired, then we (Muslims) would not be able to establish the Islamic system.

While speaking on the occasion, the renowned motivational speaker, **Dr. Arif Siddiqui**, said that the difference between us and the West is the notion of 'collectivism'. Our society is a portrait of collectivism and our religion also instructs us to establish and strengthen collectivism, as our might and survival resides in this notion, whereas the West wants to devastate our collectivism in order to achieve its vested political and economic interests. He said that the so-called 'respect of women' that the liberal elements and NGOs in our society talk about is, in reality, the 'dishonor of women'. In truth, they want to demolish the modesty and chastity of women by using certain deceptively enchanting slogans.


**Issued by**

**Ayub Baig Mirza**

**Markazi Nazim of Press and Publications Section**

**Tanzeem-e-Islami, Pakistan**


**Editor's Note:** *This Press Release was issued on Sunday 01 March 2020, following the Seminar on the topic* ***"The Assault of the West on the Family Structure of Islam"*** *held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 01 March 2020 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.*


کتابچہ "خلاصۂ تعلیمات قرآن" کی مفت فراہمی

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ جاننے اور ماہِ رمضان المبارک
کے دوران پیغام قرآن کو عام کرنے کے لیے
پروفیسر محمد یونس جنجوعہ کا مرتب کردہ 96 صفحات پر مشتمل کتابچہ

"خلاصۂ تعلیمات قرآن"
(نظرثانی شدہ)

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

درج ذیل پتہ پر مفت دستیاب ہے:
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن، لاہور
042-35869501-3

بذریعہ ڈاک منگوانے سے پیشگی معذرت



مرکز تنظیم اسلامی کی جانب سے

مبتدی نصاب کی آڈیو (mp3) ریکارڈنگ

ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی آواز میں

کسی بھی ڈیوائس پر دستیاب ہے

☆ قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں
☆ رب ہمارا
☆ دنیا کی عظیم ترین نعمت قرآن حکیم
☆ راہ نجات
☆ حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے
☆ عزم تنظیم
☆ رسول ﷺ انقلاب کا طریقہ انقلاب
☆ تعارف تنظیم اسلامی
☆ تنظیم اسلامی کی دعوت
☆ تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر
☆ اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت
☆ انفرادی نجات اور اجتماعیت کے لیے قرآن کا لائحہ عمل

ملنے کا پتہ
"دارالاسلام" مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور
فون:79-35473375(042)

تیار کردہ
انجمن خدام القرآن فیصل آباد
P-45 قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد
فون:2437618-2437781(041)

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

# کُلّیۃُ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

"تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھتے ہیں اور دوسروں کو قرآن سکھاتے ہیں۔" (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک (آرٹس، سائنس)۔ ایف اے۔ بی اے اور ایم اے کے خواہش مند طلبہ کے لیے تمام درجات (ثانویہ عامہ۔ ثانویہ خاصہ۔ عالیہ اور عالمیہ) میں

## داخلے شروع

### اہلیت برائے داخلہ

- ☆ برائے درجہ ثانویہ عامہ (اولیٰ) آٹھویں جماعت پاس۔ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔
- ☆ برائے درجہ ثانویہ خاصہ (ثالثہ۔ رابعہ) میٹرک مع ثانیہ پاس۔
- ☆ برائے درجہ عالیہ (خامسہ۔ سادسہ) ایف اے مع رابعہ پاس۔
- ☆ برائے درجہ عالمیہ (موقوف علیہ۔ دورۂ حدیث) بی اے مع سادسہ پاس۔

### شیڈول برائے داخلہ

- ☆ داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 06 اپریل 2020ء (صبح 9:00 بجے)
- ☆ انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ 06 اپریل 2020ء
- ☆ کلاسز کا آغاز 07 اپریل 2020ء

### خصوصیات

- ☆ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم لازمی
- ☆ حفاظ۔ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے مراعات
- ☆ وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ/ پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
- ☆ نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف

### برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637
دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

### المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم
ریاض اسماعیل، پرنسپل

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.11

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore